روزنامہ

(ٹیلی فون نمبر 047-6213029) FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

منگل 31/اگست 2010ء 20رمضان 1431ہجری 31 ظہور 1389ہش جلد 60-95 نمبر 182

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کی اہمیت وفضیلت اور برکات پرپُر معارف خطبہ جمعہ

آنحضرت ﷺ کا زمانہ وہ خاص زمانہ تھا جس میں فرشتے سلامتی لے کراترتے رہے

سستیوں اور کمزوریوں کو دور کرکے رمضان کے باقی دنوں میں خدا کی عبادت کا حق ادا کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 27/اگست 2010ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 27/اگست 2010ء کو بیت الفتوح مورڈن لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔

حضور انور نے خطبہ کے آغاز میں سورۃ القدر کی تلاوت وترجمہ پیش کیا اور پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ رمضان کے آخری عشرہ کے بارے میں روایات میں آتا ہے کہ اس میں ایک رات ایسی آتی ہے جو لیلۃ القدر کہلاتی ہے اگرچہ مومن کیلئے یہ بڑی اہمیت کی حامل رات ہے مگر یاد رکھیں کہ اپنی بخشش ومغفرت اور دعاؤں کی قبولیت کیلئے صرف ایک رات پر تکیہ کرتے ہوئے نیکیاں اور عبادات بجالانا انسان کو حقیقی مومن اور عابد نہیں بنا سکتا بلکہ جن وانسان کی پیدائش کا مقصد خدا تعالیٰ کے عبادت گزار بندے بننا اور ہمیشہ اس کے حضور جھکے رہنا ہے اور جب اپنے مقصد پیدائش کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کی طرف انسان توجہ پیدا کرتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اپنے خاص فضل سے نوازتے ہوئے اس کے ساتھ اپنے قرب کے اظہار کے لئے وہ کیفیت پیدا کر دیتا ہے کہ جب یہ خاص رات ایک عابد بندے کو میسر آجاتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایک مومن جب اپنے ایمان اور بندگی کے عہد کو پورا کرے گا اور اپنی تمام تر صلاحیتوں اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے رمضان کے روزے، قرآن کی تلاوت، اس پر غور وتدبر اور عبادتوں کے معیار کو بلند کرنے کی کوشش اس لئے کرے گا کہ یہ رمضان میرے معیار عبودیت اور بندگی کو مزید بڑھائے گا اور ایک شوق کے ساتھ معیار بلند کرنے کے لئے مومن جت جائے گا تو اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں پر بے انتہا مہربان اور اپنے وعدوں کو پورا کرنے والا ہے، وہ نہ صرف اس کی دعا کو سنتا ہے بلکہ لیلۃ القدر اسے عطا کرتا ہے اور آسمان سے اتر کر بندے کے قریب تر آجاتا ہے اور کہتا ہے کہ آج کی رات تم مانگو میں تمہیں عطا کروں گا۔ پس جس کو یہ رات میسر آجائے اس کو اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ مقام ملتا ہے جو تمام زندگی کی عبادتوں کے برابر ہے۔

حضور انور نے رمضان کے آخری عشرہ کی اہمیت اور آنحضرت ﷺ کے خاص اہتمام کے بارے میں بعض روایات بیان کیں اور فرمایا کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو نبی کریمؐ اپنی کمر ہمت کس لیتے، شب بیداری کرتے اور اپنی عبادت میں پہلے سے کئی گنا بڑھ جاتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے اور اس میں شامل کرتے۔ پس یہ نمونہ آپؐ نے ہمارے لئے قائم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق دے کہ یہ حالت اپنے اور اپنے گھر والوں میں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ کسی وجہ سے رمضان کے پہلے دنوں سے اگر فیض نہیں اٹھا سکے تو اس آخری عشرہ میں ہر عذر کو دور پھینک دیں اور اپنی راتوں کو خدا تعالیٰ کی عبادت میں اس طرح گزاریں جو عبادت کا حق ہے۔ روایات کی روشنی میں لیلۃ القدر کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ رمضان کے مہینے میں قرآن کریم کا نزول شروع ہوا۔ زمانے کی ضرورت اس بات کی متقاضی تھی کہ کوئی کامل ہدایت اترے کیونکہ وہ ایک اندھیرا زمانہ تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس انسان کاملؐ کی دعاؤں کو سنا اور انسان کاملؐ پر قرآن کریم کی صورت میں ایک مکمل شریعت اتاری جو نہ صرف چودہ سو سال پہلے کے اندھیرے زمانے میں ہدایت کا موجب بنی بلکہ تا قیامت اب اس کامل کتاب نے ہر اندھیرے کو دور کرنے کا باعث بننا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اب تا قیامت خاتم الانبیاء اور آخری شرعی نبی رہنا ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ جس وقت کوئی آسمانی مصلح زمین پر آتا ہے تو اس کے ساتھ فرشتے آسمان سے اتر کر مستعد لوگوں کو حق کی طرف کھینچتے ہیں۔ تمام نبیوں کے وقت میں یہی ہوتا رہا۔ جو لوگ راستی کے فرزند تھے ان راستبازوں کی طرف کھنچے چلے آئے اور جو شرارت اور شیطان کی ذریت تھے وہ اس تحریک سے خواب غفلت سے جاگ تو اٹھے اور دینیات کی طرف متوجہ بھی ہو گئے لیکن بباعث نقصان استعداد حق کی طرف رخ کر نہ سکے۔

حضور انور نے فرمایا کہ سورۃ القدر میں فرمایا گیا ہے کہ فرشتوں کے اترنے کا یہ سلسلہ مطلع الفجر تک رہتا ہے۔ آنحضرتؐ کا زمانہ لیلۃ القدر کا وہ خاص زمانہ تھا جس میں فرشتے سلامتی لے کر اترتے رہے یہاں تک آپؐ کی اس دنیا سے واپسی کا وقت آگیا۔ آپؐ نے کامیابیاں دیکھیں، فتوحات دیکھیں اور دین کا غلبہ ہو گیا۔ یہ مطلع الفجر تھا۔ حضور انور نے فرمایا اب ہم جس زمانہ سے گزر رہے ہیں یہ مطلع الفجر کے بعد کا زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر سال بار بار رمضان میں لیلۃ القدر کی رات کی یاددہانی کرواتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار روحانی ماحول کو پیدا کرکے مومنوں پر احسان کیا ہے پس اگر اس احسان کا احساس کرتے ہوئے ہم اپنے فرائض ادا کرتے رہیں گے تو آنحضرتؐ کے جاری فیض سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے انعام سے ہمیشہ نوازتا رہے اور مطلع الفجر کا ہم وہ نظارہ دیکھیں جو ہمیشہ سلامتی اور فتوحات کی صورت میں ظاہر ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین

لیلۃ القدر

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعض صحابہ کو دکھایا گیا کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری سات دنوں میں ہے۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تمہاری خوابوں کا اس امر پر اتفاق ہو گیا ہے اس لئے جو لیلۃ القدر کا متلاشی ہو وہ اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

(صحیح بخاری کتاب صلوٰۃ التراویح باب التماس لیلۃ القدر حدیث نمبر1876)

مریم شادی فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنی زندگی میں جو آخری مالی تحریک فرمائی وہ ”مریم شادی فنڈ“ ہے۔

مورخہ 28 فروری 2003ء کے خطبہ جمعہ میں اس تحریک کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

”اس فنڈ کا نام مریم شادی فنڈ رکھ دیتا ہوں امید ہے کہ اب یہ فنڈ کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہمیشہ غریب بچیوں کو عزت کے ساتھ رخصت کیا جا سکے گا۔“

(الفضل 6مئی 2003ء)

احباب جماعت کو حضور کی اس تحریک میں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ضرور حصہ لینا چاہئے اور اپنی شادیوں کے مواقع پر اس تحریک میں بھی ادائیگی کرنی چاہئے تاکہ مستحق، بے سہارا اور یتیم بچیاں بھی عزت کے ساتھ رخصت ہو سکیں نیز ایسے افراد جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی عطا فرمائی ہے وہ شکرانے کے طور پر اپنی استطاعت کے مطابق ضرور اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ جزاکم اللہ

(ناظر اعلیٰ)

حقیقی نیکی

غریب اور مستحق دل کے مریضوں کی مالی معاونت کے لئے ”نادار مریضان“ کے نام سے ایک مد قائم ہے۔ احباب جماعت اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

”تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو۔“

(آل عمران:93)

(ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ)

مشعل راہ

رمضان اور قرآن کی ایک خاص نسبت ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 31/اکتوبر 2003ء میں حضرت مسیح موعود کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: (۔) یعنی قرآن میں تین صفتیں ہیں۔ اول یہ کہ جو علوم دین لوگوں کو معلوم نہیں رہے تھے ان کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔ دوسرے جن علوم میں پہلے کچھ اجمال چلا آتا تھا ان کی تفصیل بیان کرتا ہے۔ تیسرے جن امور میں اختلاف اور تنازعہ پیدا ہو گیا تھا ان میں قول فیصل بیان کر کے حق اور باطل میں فرق ظاہر کرتا ہے۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود جلد اول صفحہ 648)

تو اس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ یہ تین باتیں جو بیان کی گئی ہیں کیونکہ شریعت اب کامل ہوئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر، پہلے لوگوں پر صرف اس علاقے یا وقت کے لحاظ سے احکامات دیئے گئے تھے، تمام علوم دین نہیں بتائے گئے تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کامل کتاب اتاری گئی ہے اور تمام قسم کی ہدایت جس کی انسان کو ضرورت پڑ سکتی ہے اس میں بیان کر دی گئی ہے۔ پھر ایسے تمام احکامات جو پہلے واضح نہ تھے، پہلے انبیاء کی تعلیم میں معین نہ ہوئے تھے یا ایسے علوم جن کا معین طور پر انسان کو علم نہ تھا اس کو بھی تفصیل سے بیان کر دیا۔ پھر ساتھ ہی یہ ہے کہ دلیل کے ساتھ حق اور باطل، سچ اور جھوٹ، غلط اور صحیح میں فرق بتایا گیا ہے۔ تو جس قدر استطاعت ہے اس پر غور کرتا رہے اس لئے قرآن شریف زیادہ پڑھنا چاہئے اور اس کی حسین تعلیم پر عمل کرنا چاہئے، اس سے حصہ لینا چاہئے بہرحال رمضان اور قرآن کی ایک خاص نسبت ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جبریل ہر رمضان میں جتنا قرآن نازل ہو چکا ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر اسے دہراتے تھے۔ اس لئے بھی ان دنوں میں قرآن پڑھنے، سمجھنے اور درسوں میں شامل ہونے کی طرف توجہ دینی چاہئے تاکہ اس کا ادراک پیدا ہو، اس کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو، معرفت حاصل ہو۔ پھر آگے اس میں بیان ہوا ہے روزے کے بارہ میں کہ کیا کیا رخصتیں ہیں اور کتنا رکھنا چاہئے اس بارہ میں گزشتہ خطبے میں سب بیان ہو چکا ہے۔

پھر اگلی آیت میں بیان فرمایا ہے کہ میرے بندوں سے کہہ دو کہ میں تو تمہارے قریب ہوں۔ دعا کے مضمون کے بارہ میں۔ دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں۔ لیکن تمہیں اگر دعا کے طریقے اور سلیقے آتے ہوں تو مجھے قریب پاؤ گے۔ اس آیت کو روزوں کی فرضیت کی آیت کے ساتھ رکھا گیا ہے اور پھر اس سے اگلی آیت میں بھی رمضان کے بارہ میں احکام ہیں۔ تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تو اپنے سے مانگنے والوں کی باتیں سنتا ہوں۔ لیکن تمہارا بھی تو فرض بنتا ہے کہ جو میرے احکامات ہیں ان کو مانو۔ نیک باتوں پر عمل کرو، بری باتوں کو چھوڑو۔ یہ تو نہیں کہ صرف دنیاداری کی باتیں ہی کرتے رہو۔ کبھی مجھ سے میری محبت کا اظہار نہ ہو۔ جب کسی مصیبت میں گرفتار ہو تو آ جاؤ۔ گو ایسے لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ کسی مصیبت میں گرفتار دیکھ کر جب وہ پکارتے ہیں تو ان کی مدد کرتا ہے۔ لیکن جب وہ مصیبت سے نکلتے ہیں تو پھر وہی باغیانہ رویہ اپنا لیتے ہیں۔ تو یہ طریق تو دنیاوی تعلقات میں بھی نہیں چلتے۔ تو بہرحال خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے ان بندوں کے قریب ہوں۔ ان کی دعائیں سنتا ہوں جو میرے قریب ہیں، جن کو میری ذات سے تعلق ہے۔ صرف اپنے دنیاوی مقصد حاصل کروانے کے لئے ہی میرے پاس دوڑے نہیں چلے آتے۔ اب جبکہ تم میرے کہنے کے مطابق روزے رکھ رہے ہو، بہت سی برائیوں کو چھوڑ رہے ہو، نیکی کی تلقین کر رہے ہو، نمازوں میں باقاعدگی اختیار کر رہے ہو، نوافل کی ادائیگی کی طرف توجہ دے رہے ہو تو میں بھی تمہاری دعاؤں کو سنتا ہوں، جواب دیتا ہوں۔ میں تو اس انتظار میں بیٹھا ہوں کہ میرا کوئی بندہ خالص ہو کر مجھے پکارے تو میں اس کی پکار کا جواب دوں۔ اب جبکہ تم خالص ہو کر مجھے پکار رہے ہو، مجھ پر کامل ایمان رکھتے وہ، میرے بندوں کے حقوق بھی ادا کر رہے ہو، ان کا خیال رکھ رہے ہو، رمضان میں غریبوں کے روزے رکھوانے اور کھلوانے کا بھی اہتمام کر رہے ہو، توجہ دے رہو، لڑائی جھگڑوں سے دور رہو، معاف کرنے میں پہل کرنے والے ہو، انتقام سے دور ہٹنے والے ہو، کیونکہ کامل ایمان کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات پر بھی کامل ایمان اور یقین ہو، اس لئے میری صفات کو ہر وقت ہمیشہ مدنظر رکھنے والے بھی ہو اور اپنی استعدادوں کے مطابق ان کو اپنانے والے ہو، تو اے میرے بندو! میں تمہارے قریب ہوں، تمہارے پاس ہوں، تمہاری دعاؤں کو سن رہا ہوں تمہیں اب کوئی غم اور فکر نہیں ہونا چاہئے اور رمضان کے مہینے میں تو میں اپنی رحمت کے دروازے وسیع کر دیتا ہوں۔

(روزنامہ الفضل 19/ اکتوبر 2004ء)

رمضان میں

ہجر کے ہر درد کا درمان ہے رمضان میں
قُربِ مولا کس قدر آسان ہے رمضان میں

متّقی ہونے کا سب سامان ہے رمضان میں
یہ خدا کا خاص اک احسان ہے رمضان میں

کاروبارِ جنسِ عصیاں بند ہے رمضان میں
مستقل جکڑا ہوا شیطان ہے رمضان میں

نفس کے شیطان کو قابو کرو گر کر سکو
بابائے ابلیس کا چالان ہے رمضان میں

عام سی کوشش پہ بھی ہے اجر بے حد و حساب
قرب پانے کا کھلا میدان ہے رمضان میں

بخششیں اور رحمتیں بٹتی ہیں بھر بھر جھولیاں
کس کو عذرِ تنگیِ داماں ہے رمضان میں

بھیگنا ہے جس کو بھیگے رات دن بوچھاڑ میں
مغفرت کا مستقل باران ہے رمضان میں

جو بکھیڑے ہیں جہاں کے جلد نپٹاؤ انہیں
یکسوئی پانے کا تب امکان ہے رمضان میں

دن یہی رمضان کے ایّامِ معدودات ہیں
ربِ کعبہ کا یہی فرمان ہے رمضان میں

ماہِ رمضاں کے تقدس کا رہے ہر پل خیال
دوستو! نازل ہوا قرآن ہے رمضان میں

وہ حِرا کی غار وہ تنہائیاں سرگوشیاں
عشقِ مولا کا چھپا طغیان ہے رمضان میں

یہ مہینہ ہے مقدس اور تصوّف کا نچوڑ
عبد سے معبود خود یک جان ہے رمضان میں

روح تک اس کی اُتر جاتی ہے ٹھنڈی چاندنی
جس کے دل پر غلبۂ ایمان ہے رمضان میں

کھڑکیاں جنت کی کھل جاتی ہیں ہر اس شخص پر
راہِ مولا کی جسے پہچان ہے رمضان میں

عیش و غفلت میں فنا کر دے جو یہ گنتی کے دن
کون اتنا غافل و نادان ہے رمضان میں

ہے بہت بد بخت جو پھر بھی نہ بخشا جا سکے
بابِ جنت کھل گئے اعلان ہے رمضان میں

روح لاغر کی نقاہت کی بھی کچھ تو فکر کر
کیوں تری نظروں میں دسترخوان ہے رمضان میں

زینہ زینہ طے کرے گا معرفت کی منزلیں
جو بھی عرشی صاحبِ عرفان ہے رمضان میں

ا۔ع۔ملک

تعلق باللہ

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے اور بدیوں سے بچنے کے لئے اس بات کی نہایت ضرورت ہے کہ خدا تعالیٰ کی کامل معرفت ہو جس کے لئے ...... نے نماز میں ایسی عبارتوں کا پڑھنا ضروری رکھا ہے۔ جن سے انسان پر اللہ تعالیٰ کا پُرجلال اور قابل محبت ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہ بے اختیار اس کے حضور گر جاتا ہے اور اس کا دل محبت اور خوف سے بھر جاتا ہے۔ کیونکہ جب اس کے سامنے ایک ہی وقت میں اللہ تعالیٰ کے احسانات پیش کئے جاتے ہیں اور نافرمانی اور قطع تعلق کے نتائج سے آگاہی دی جاتی ہے تو اس پر ایک ایسی انقطاعی حالت طاری ہوتی ہے کہ بے اختیار اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ناظرین نماز کے ترجمہ سے معلوم کر سکیں گے کہ اس بات کو کسی حد تک ملحوظ رکھا گیا ہے اور کس طرح نماز میں انسان کو خدائے تعالیٰ کی پاک اور بے عیب ذات کی معرفت پیدا کرا کے اس کے دل کو محبت الٰہی سے بھرنے اور بدیوں سے بچنے کی سہولتیں بہم پہنچائی گئی ہیں۔ جس کی نظیر اور کسی مذہب میں نہیں مل سکتی۔

(انوار العلوم جلد 1 ص 637)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دار النصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

خطبہ جمعہ

حضرت اقدس مسیح موعود کی شفقتوں، محبتوں، قوتِ قدسی اور آپ کے بلند مقام پر روشنی ڈالنے والی آپ کے رفقاء کرام کی بعض روایات کا نہایت دلچسپ اور ایمان افروز تذکرہ

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ حضرت مسیح موعود کے مشن کو جو دین کے احیاءِ نَو کا مشن ہے آگے بڑھانے کے لئے ہر قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہیں

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 16/جولائی 2010ء بمطابق 16/وفا 1389 ہجری شمسی بمقام بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

.... مسیح موعود اور مہدی موعود............ جنہوں نے اپنے ساتھ پاک دل اور سعید فطرتوں کو جوڑ کر وہ جماعت قائم فرمائی جو نیکیوں میں بڑھتے چلے گئے، اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے چلے گئے .... آج مَیں .... ان چند اولین کی روایات پیش کروں گا جو براہِ راست حضرت مسیح موعود کی بیعت سے فیض یاب ہوئے، آپ کی صحبت میں رہے، آپ کو دیکھا اور آپ کے حسن و احسان سے فیض پایا۔ ان روایات میں جہاں ان حق کے متلاشیوں کی اپنی سعید فطرت کی جھلک نظر آتی ہے۔ وہاں حضرت مسیح موعود کی شفقتوں، محبتوں، قوتِ قدسی اور مقام کا بھی پتہ چلتا ہے جس سے انسان ایک منفرد قسم کا روحانی حظ اٹھاتا ہے۔ ان بزرگوں کے لئے دعائیں بھی نکلتی ہیں جنہوں نے اپنی روایات ہم تک پہنچا کر جہاں ہمیں اپنے جائزے لینے کی طرف توجہ دلائی، وہاں اس عاشق صادق کے حسن اور اپنی جماعت کے بارہ میں جو دلی تمنا تھی اس کی تصویر کشی کی ہوتی ہے۔

ان روایات میں سے پہلی روایت ہے حضرت میاں فیروز الدین صاحب سیالکوٹ کی، جنہوں نے 1892ء میں بیعت کی تھی۔ یہ کہتے ہیں کہ حضرت اقدس نے لیکچر سیالکوٹ میر حسام الدین صاحب کے مکان کی چھت پر لکھا تھا۔ باہر دواتیں چاروں دیواروں پر رکھی ہوئی تھیں۔ اس میں سیاہی تھی۔ تقریباً عصر کا وقت تھا۔ حضور ٹہلتے ٹہلتے لکھتے تھے اور کبھی کبھی سجدے میں بھی گر جاتے تھے۔ یہ تمام نظارہ ہم نے اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر دیکھا تھا اور بھی بہت سے لوگ ہمارے مکان پر سے نظارہ دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے تھے۔ ہمارا مکان اس مکان سے نزدیک تھا اور اونچا بھی تھا۔ اس سے تمام نظارہ دکھائی دیتا تھا۔ جس قدر ورق حضور لکھ لیتے تھے، نیچے کاتب کے پاس بھیجتے جاتے تھے۔ کاتب سراج دین ساہو والے کا رہنے والا تھا، جب حضور مہمانوں کی سرائے میں لیکچر دینے کے لئے تشریف لے جانے لگے تو راستے میں دو دروازہ محلّہ جنڈا والا کی مسجد میں ایک شخص حافظ سلطان محمد لڑکے پڑھایا کرتا تھا۔ یہ حافظ صاحب جو لڑکوں کو پڑھاتے تھے، حافظ تھے قرآن کے، اور ان کے عمل دیکھیں ذرا۔ کہتے ہیں کہ اس نے لڑکوں کو چھٹی دے دی اور ان کی جھولیوں میں راکھ بھر دی اور کہا کہ جس وقت مرزا صاحب یہاں سے گزریں تم تمام کے تمام راکھ ان کے اوپر پھینک دینا۔ مگر حضرت صاحب چونکہ بند گاڑی میں تھے اس لئے صحیح سلامت وہاں سے گزر گئے۔ کہتے ہیں کہ سرائے کے اردگرد پیر جماعت علی شاہ کے مریدوں نے چار اکھاڑے لگائے ہوئے تھے اور لوگوں کو اندر جانے سے روکتے تھے۔ مولوی ابراہیم بھی ان میں شامل تھے۔ پیر جماعت علی شاہ پرانے ذبح خانے کے پاس کھڑا تھا۔ اب اس جگہ مستری فتح محمد کا مکان بنا ہوا ہے۔ حافظ ظفر، شہباز خان کے اڈے میں کھڑا تھا۔ یہ شخص پیر جماعت علی شاہ کا دایاں بازو تھا۔ یہ تمام (۔) بڑے زور شور سے لوگوں کو اشتعال دلا رہے تھے اور اندر جانے سے روکتے تھے۔ جب لیکچر شروع ہوا، حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھ دیا۔ ایک شخص مسمی احمد دین سلہریا تھا وہ جب سرائے میں گیا تو کچھ آدمی دوڑ کر اس کے پیچھے گئے اور اسے اٹھا کر لے آئے کہ وہ لیکچر سننے نہ جائے۔ چنانچہ جس مقام پر پیر جماعت علی شاہ کھڑا تھا وہاں اسے چھوڑا مگر وہ پھر دوڑ کر چلا گیا۔ جب حضور واپس تشریف لے گئے تو مَیں، میرے چچا میراں بخش صاحب، شیخ مولا بخش صاحب بوٹ فروش، ملک حیات محمد صاحب سب انسپکٹر پولیس سکنہ گڑھی اعوان حافظ آباد سید امیر علی صاحب سب انسپکٹر، میراں بخش صاحب عطار وغیرہ وغیرہ وزیر آباد تک گئے تھے۔ جس وقت حضور کی گاڑی کچہری والے پھاٹک سے گزری تو آگے مخالف لوگ بالکل برہنہ کھڑے تھے اور آوازیں کس رہے تھے اور گاڑی پر پتھر برسا رہے تھے۔ (یہ شرافت کا حال تھا۔ حضرت مسیح موعود کو گالیاں دی جا رہی تھیں اور اپنا یہ حال تھا کہ ننگے ہو کر کھڑے تھے۔) کہتے ہیں کہ ہم نے واپس آ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اشرار پارٹی نے مولوی برہان الدین صاحب جہلمی کو زخمی کر دیا ہے۔ میرے بھائی بابو عزیز دین صاحب کا ہونٹ پتھر لگنے سے پھٹ گیا تھا۔ شیخ مولا بخش صاحب بوٹ فروش کے مکان کے شیشے توڑ دیئے گئے۔ ان کے گملے پھول دار پودے برباد کر دیئے گئے۔ مَیں جہلم بھی حضور کے ساتھ گیا تھا۔ اس سفر میں بھی رستے میں بے شمار مخلوق تھی۔ جب جہلم پہنچے تو دو یورپین لیڈیوں نے (عورتوں نے) پوچھا کہ یہ ہجوم کیوں ہے؟ کسی دوست نے کہا کہ مسیح موعود ہیں۔ انہوں نے کہا ذرا ہٹ جاؤ ہم نے تصویریں لینی ہیں۔ چنانچہ لوگ پیچھے ہٹ گئے اور انہوں نے فوٹو لے لیا۔ صبح تاریخ تھی، تمام کچہری میں چھٹی ہو گئی، صرف اسی مجسٹریٹ کی عدالت کھلی رہی جس میں حضور نے جانا تھا۔ کچہری کے صحن میں ایک دری بچھی ہوئی تھی، اس پر ایک کرسی بچھی تھی۔ حضور اس کرسی پر تشریف فرما تھے۔ مخلوق بیٹھی تھی۔ میرے بیس گز کے فاصلے پر مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے بھی اڈہ جمایا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ میرے کہنے پر لوگوں نے مجھے مانا ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں۔ اگر مَیں نے اپنے پاس سے افتراء کیا ہے، تو اس کی سزا مجھے ملے گی۔ جن لوگوں نے مانا ہے، ان کو سزا نہیں ملے گی۔ چونکہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں، جو مانیں گے انہیں ثواب ملے گا۔

یہ عین قرآنِ کریم کے اسلوب اور حکم کے مطابق ہے کہ .... (المومن: 29) کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑے گا۔ لیکن............ (المومن: 29)۔ اگر یہ سچا ہے تو جو انذاری پیشگوئیاں یہ کر رہا ہے، وہ بلائیں یقیناً تم پر پڑنے والی ہیں۔............

کہتے ہیں کہ جس کمرے میں حضور سوئے ہوئے تھے اس کے ساتھ کے کمرے میں مَیں اور میرا بھائی تاج الدین سوئے ہوئے تھے۔ چونکہ وہ بیمار تھے اور ساری رات کھانستے رہے اس

لئے صبح حضور نے ان سے پوچھا کہ کون بیمار تھا، کھانس رہا تھا؟

کہتے ہیں وہیں ہم حضور کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب نے عرض کیا کہ حضور میرا خون بدن میں سے ٹپک رہا ہے اور مَیں دیکھتا ہوں کہ یہ کابل میں آبپاشی کا کام کرے گا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات نمبر 10 صفحہ 129 تا 132)

یہ رجسٹر روایات میں سے ایک روایت ہے۔

پھر ایک روایت ہے حضرت عمر دین حجام کی۔ یہ گجرات کے رہنے والے تھے اور انہوں نے تحریری بیعت 1899ء میں کی اور دستی بیعت 1900ء میں۔ کہتے ہیں کہ غیر احمدی کہتے تھے کہ تم مرزائی ہو جاؤ گے۔ لیکن جب مَیں اس جماعت کی طرف آتا تھا تو یہ لوگ قرآنِ شریف اور نماز وغیرہ پڑھتے تھے۔ مجھے اس کی سمجھ نہ آتی تھی۔ مگر مَیں نے خدا تعالیٰ کے حضور دعا مانگی کہ اے میرے مولا کریم! اگر یہ تیری طرف سے ہے تو مجھے اس کا دیدار نصیب ہوتا کہ مَیں اس کو مان لوں اور پیچھے نہ رہ جاؤں۔ اور اگر یہ نعوذ باللہ سچا نہیں ہے تو تیری اور تیرے رسول کی اور تمام دنیا کی اس پر لعنت ہو کہ کیوں اس نے جھوٹا دعویٰ کیا ہے اور لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ اسی رات صبح کاذب کے وقت حضرت مسیح موعود ہاتھ میں چھڑی لئے ہوئے کھڑے دیکھ رہے تھے اور مَیں نے ان کا اچھی طرح دیدار کر لیا اور انہوں نے نیچی نظر کر لی۔ حضور کی ریشِ مبارک کو مہندی لگی ہوئی ہے دل بہت خوش ہوا۔ (یہ خواب دیکھا تھا، خواب کا قصہ سنا رہے ہیں)۔ دل میں کہتا ہوں کہ............ آج تک مَیں نے ایسا انسان نہیں دیکھا۔ آخر معلوم ہوا کہ مَیں جو رات کو دعا مانگ کر سویا تھا یہ اس کا نتیجہ ہے اور میری دعا قبول فرمائی گئی ہے۔

اس جگہ یعنی قادیان میں 1900ء میں آیا تھا اور آ کر (۔) اقصیٰ میں بیٹھ کر میں نے دعا کی کہ یا اللہ! اگر یہ شخص وہی ہے جو میری خواب والا ہوا، کہ جو کہ تُو نے مجھ کو خواب میں افریقہ میں دکھایا تھا تو پھر مَیں اس کی بیعت کر لوں گا۔ اگر وہ نہ نکلا تو مَیں اس کی بیعت نہیں کروں گا اور نہ نماز اس کے ساتھ پڑھوں گا، اور نہ ہی کھانا کھاؤں گا اور فوراً واپس چلا جاؤں گا۔ یہ دعا کر ہی رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود اس (بیت) میں تشریف لے آئے اور مَیں نے دیکھ کر کہا کہ یہ تو بالکل وہی شخص ہے جس کو مَیں نے افریقہ کے ملک میں خواب میں دیکھا تھا۔ حضور کو شناخت کرنے کے بعد ہفتہ کو بیعت کی اور اجازت لے کر تیار ہو گیا۔ تو حضور نے فرمایا کہ کم از کم حق کو شناخت کرنے کے لئے پندرہ دن یہاں اور ٹھہرو۔ مَیں نے عرض کی کہ حضور میرے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھ کو توفیق بخشے کہ مَیں ہمیشہ آپ کی زیارت کرنے کے لئے حاضر ہوتا رہوں۔

پھر حضور نے فرمایا کہ اگر بندے پر کوئی ایسا وقت آ جاوے کہ یہاں پہنچنے کی طاقت نہ ہو تو پھر خط ضرور لکھتے رہا کریں۔ میرے خطوط کا حضور نے جواب دیا وہ میرے پاس موجود ہے۔

(رجسٹر روایات نمبر 5 صفحہ 32-33)

حضرت صوفی نبی بخش صاحب ولد میاں عبدالصمد صاحب سکنہ شہر راولپنڈی محلّہ میاں قطب الدین حال دارالبرکات قادیان۔ (جن سے روایت نوٹ کی ہے انہوں نے بتایا تھا)۔ ان کی بیعت 27 دسمبر 1891ء کی ہے۔ اور انہوں نے پہلی دفعہ حضرت مسیح موعود کو شاید 1886ء میں دیکھا تھا۔

اب یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ خاکسار کو اکتوبر 1886ء میں پہلے پہل قادیان میں آنے کا اتفاق ہوا۔ وجہ اس کی یہ ہوئی کہ حضور مسیح موعود نے ایک اشتہار بایں مضمون شائع کیا کہ ایک لڑکا انہیں عطا کیا جاوے گا جو بہت سے قوموں کی برکت کا باعث ہو گا۔ حضور کے خلاف لیکھرام پشاوری نے بھی ایک اشتہار شائع کیا۔ اس امر کی تحقیقات کے ضمن میں مجھے بھی قادیان آنا نصیب ہوا۔ اس کے بعد ایک عرصہ گزرنے پر آپ نے فتح اسلام، توضیح مرام اور ازالہ اوہام تین رسالے یکے بعد دیگرے شائع کئے۔............ حضرت مسیح موعود نے ایک اور رسالہ موسوم بہ آسمانی فیصلہ شائع کیا جس میں قریباً 80 یا کچھ کم احباب شامل ہوئے۔ یہ پہلا جلسہ ہے جو قادیان میں ہوا۔............ پھر لکھتے ہیں کہ خاکسار کو بھی اس جلسے میں شامل ہونے کے لئے مدعو کیا گیا۔ مَیں اس زمانے میں انجمن حمایت اسلام لاہور کا مہتمم کتب خانہ تھا اور آنریری طور پر اپنی ملازمت کے اوقات کے علاوہ وہ خدمت جو حمایتِ اسلام کی تھی دینی خدمت سمجھ کر سرانجام دیتا تھا۔ کہتے ہیں جب مَیں قادیان پہنچا تو میرے ساتھ انجمن حمایت کے بہت سے کارکن جن میں سے حاجی شمس الدین سیکرٹری اور معزز احباب بھی شامل تھے۔ اس جلسے میں آسمانی فیصلہ پڑھ کر سنایا گیا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے یہ رسالہ آسمانی فیصلہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے پڑھ کر سنایا۔ لکھتے ہیں کہ جلسہ بڑی (بیت) میں جو آج کل (بیت) اقصیٰ کے نام سے مشہور ہے منعقد ہوا۔ سب سے اخیر حضرت مسیح موعود تشریف لائے۔ کہتے ہیں جس وقت حضور (بیت) میں تشریف لائے اور میری نظر حضور کے چہرہ مبارک پر پڑی تو مَیں نے حضور کو پہچان لیا اور فوراً بجلی کی طرح میرے دل میں ایک لہر پیدا ہوئی کہ یہ وہ مبارک وجود ہے جس کو مَیں نے ایام طالبعلمی یعنی ستمبر 1882ء کو خواب میں دیکھا تھا۔ حضرت صاحب نے اس دن وہ لباس پہنا ہوا تھا جس لباس میں وہ مجھے خواب میں ملے تھے۔

کہتے ہیں جب جلسہ ختم ہوا تو حضور (۔) اقصیٰ کے دروازے کے قریب کھڑے ہو گئے اور ہر ایک ان سے مصافحہ کرتا اور رخصت ہوتا۔ سب سے اخیر میں، آخر مَیں نے مصافحہ کیا کیونکہ میرے دل میں کچھ خاص بات عرض کرنی مقصود تھی۔ مَیں نے عرض کیا کہ مَیں نے پہلے ایک کے ہاتھ پر بیعت کی ہوئی ہے میرے لئے کیا حکم ہے؟ حضور نے فرمایا کہ اگر وہ شخص نیک ہے تو آپ کی بیعت نُورٌ علیٰ نُور ہو گی۔ اور اگر وہ نیک نہیں ہے تو اس کی بیعت فسخ ہو جائے گی اور ہماری بیعت رہ جائے گی۔ مَیں نے عرض کیا کہ مَیں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ ہم خود تمہیں بلا لیں گے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد حضور کا خادم حامد علی صاحب مرحوم مجھے بلا کر لے گئے اور مَیں نے آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(رجسٹر روایات نمبر 5 صفحہ 41 تا 43)

ایک روایت ہے حضرت نظام دین ٹیلر ماسٹر صاحب کی، جو جہلم محلّہ ملاحاں کے رہنے والے تھے۔ ان کی بیعت 1902ء کی ہے۔ کہتے ہیں کہ مَیں حیران ہوں کہ یہ نعمتِ عظمیٰ یعنی احمدیت محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے نصیب ہوئی۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ جس حالت میں مَیں تھا، اگر کئی برس بھی اسی حالت میں رہتا تو شاید احمدیت کے نزدیک بھی نہ آتا۔ مگر میرے پیدا کرنے والے نے مجھ پر اتنا احسان کیا کہ وہ راستہ جو برسوں میں مجھ سے طے نہ ہوتا اس نے اپنے فضل سے ایک رات میں احسان کر کے مجھ کو طے کرا دیا۔ اور وہ اس طرح کہ اپنے (۔) کے مطابق مَیں ہمیشہ احمدیوں سے جب گفتگو کرتا تو مجھے ہمیشہ یقین ہوتا کہ ہمارے (۔) دین کے ستون ہیں اور ہمیں شرک، بدعت سے بچانے کے لئے محض للہ پوری کوشش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم اہلحدیث اپنے آپ کو متقی اور ہر ایک حرام اور جھوٹ سے پرہیز کرنے والا خیال کرتے تھے۔ ایک دفعہ مارچ کا مہینہ تھا، غالب 1902ء کا ذکر ہے، ہم چند اہلحدیث جہلم سے لاہور بدیں غرض روانہ ہوئے کہ چل کر انجمن حمایتِ اسلام لاہور کا جلسہ دیکھیں جو سال کے سال ہوا کرتا تھا۔ ہم لاہور پہنچ کر جلسہ گاہ جا رہے تھے کہ پنڈال کے باہر دیوار کے ساتھ ایک (۔) صاحب کھڑے ہوئے وعظ فرما رہے تھے۔ ایک ہاتھ میں قرآنِ مجید تھا، دوسرے ہاتھ سے چھوٹے چھوٹے اشتہارات بانٹ رہے تھے۔ اور منہ سے یہ کہتے جاتے تھے کہ مرزا نعوذ باللہ کوڑھی ہو گیا ہے اس لئے کہ نبیوں کی ہتک کرتا تھا اور خود کو عیسیٰ کہتا تھا اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ کی قسم اٹھا کر یہی الفاظ مذکورہ بالا دہراتا جاتا تھا۔ ہم سن کر حیران ہو گئے اور اپنے دل میں کبھی وہم بھی نہ گزرا تھا کہ کوئی شخص اس قدر بھی جرأت کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر جھوٹ بولتا ہے اور قرآنِ مجید اٹھا کر جھوٹ بولتا ہے۔ (وہ (۔) جو اس وقت بولتا تھا وہ آج بھی بولتا ہے، ایک ہی قسم ہے ان کی۔) بہرحال کہتے ہیں تین آدمی تھے، مَیں نے اس سے اشتہار لے لیا اور پڑھنے لگے۔ اس پر بھی یہی مضمون تھا کہ نعوذ باللہ مرزا کوڑھی ہو گیا ہے،

نبیوں کی ہتک عزت کرتا تھا وغیرہ وغیرہ۔ مَیں نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ چلو قادیان چلیں اور مرزا صاحب کا حال اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اپنے شہر کے مرزائیوں کو کہیں گے جو ہر روز ہمارے ساتھ گفتگو کرتے رہتے ہیں اور جو اعتراض ہمارے علماء کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ تمہارے چودھویں صدی کے علماء جھوٹ بولتے ہیں۔ ہمارا بیان تو چشمدیدہ ہوگا، ہم ان کو (یعنی احمدیوں کو) خوب جھوٹا کریں گے۔ پہلے تو انہوں نے انکار کیا مگر میرے اصرار پر تیار ہوگئے۔ ہم تینوں لاہور سے سوار ہو کر بٹالہ اترے۔ بٹالہ سے ایک روپیہ کو یکّہ لیا اور شام اور عصر کے درمیان قادیان مہمان خانے میں پہنچ گئے۔ شام کا وقت تھا، یعنی مغرب کی نماز کا وقت قریب ہی تھا۔ مَیں نے کسی سے پوچھا کہ مرزا صاحب جہاں نماز پڑھتے ہیں وہ جگہ ہم کو بتاؤ کہ ہم ان کے پاس کھڑے ہو کر ان کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ ایک شخص شاید وہی تھا جس سے ہم نے پوچھا تھا، میرے ساتھ ہو لیا اور وہ جگہ بتائی جہاں حضور کھڑے ہو کر نماز ادا کیا کرتے تھے۔ چونکہ وقت قریب ہی تھا مَیں وہیں بیٹھ گیا جہاں حضور نے میرے ساتھ داہنے ہاتھ آ کر کھڑا ہونا تھا۔ باقی دونوں دوست میرے داہنے ہاتھ کی طرف بیٹھ گئے۔ یہ (بیت) حضور کے گھر کے ساتھ ہی تھی جس کو اب (بیت) مبارک کہتے ہیں۔ یہ اس وقت اتنی چھوٹی تھی کہ بمشکل اس میں چھ یا سات صفیں لمبائی میں کھڑی ہوسکتی ہوں گی۔ اور ایک صف میں قریباً چھ آدمیوں سے زیادہ نہیں کھڑے ہو سکتے ہوں گے۔ چند منٹ کے بعد مغرب کی (نداء) ہوئی تو شاید دو تین منٹ کے بعد حضرت اقدس تشریف لے آئے۔ ہمارے قریب ہی دروازہ تھا، اس میں سے حضور نکل کر میرے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ جناب مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم آگے کھڑے ہوگئے۔ .... نے تکبیر شروع کردی۔ تکبیر کے ختم ہونے تک مَیں نے حضور کے پاؤں سے لے کر سر تک سب اعضاء کو دیکھا حتی کے سرِ مبارک کے بالوں اور ریش مبارک کے بالوں پر بھی جب میری نگاہ پڑی تو میرے دل کی کیفیت اور ہوگئی۔ مَیں نے دل میں کہا کہ الٰہی اس شکل اور صورت کا انسان مَیں نے آج تک کبھی نہیں دیکھا۔ بال کیا تھے جیسے سونے کی تاریں تھیں۔ اور آنکھیں خوابیدہ، گویا ایک مکمل حیا کا نمونہ پیش کر رہی تھیں۔ ہاتھ اور پیروں کی خوبصورتی دل کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ اسی عالم میں محو تھا کہ الٰہی! یہ وہی انسان ہے کہ جس کو ہمارے (۔) جھوٹا اور نبیوں کی ہتک کرنے والا بتاتے ہیں؟ مَیں اسی خیال میں غرق تھا کہ امام نے اللہ اکبر کہا اور نماز شروع ہوگئی۔ گو مَیں نماز میں تھا مگر جب تک سلام پھیرا مَیں اس حیرانی میں رہا کہ الٰہی وہ ہمارا (۔) جس کی داڑھی بڑھی ہوئی اور شرعی طور پر لبیں تراشی ہوئیں قرآنِ مجید کو ہاتھ میں لئے ہوئے قسمیں کھا رہا ہے اور سخت توہین آمیز الفاظ میں حضور کا نام لے لے کر کہہ رہا ہے کہ مرزا نعوذ باللہ کوڑھی ہو گیا۔ اسی خیال نے میرے دل پر شبہ اور شکوک کا دریا پیدا کر دیا۔ کبھی تو دل کہتا کہ قرآن اٹھا کر اور خدا کی قسم کھا کر بیان کرنے والا بھلا کبھی جھوٹا ہوسکتا ہے؟ یعنی (۔) جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ شاید یہ شخص جو نماز میں کھڑا کیا ہے مرزا نہ ہو کوئی اور ہو، نئے آدمیوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایسا کیا جاتا ہے۔ اور پھر حضور کی صاف اور سادہ نورانی شکل سامنے آتی تو دل کہتا کہ کہیں وہ قسم اٹھانے والا دشمنی کی وجہ سے جھوٹ نہ بول رہا ہو؟ کہ لوگ سن کر قادیان کی طرف نہ جائیں۔ خیر نماز ہوگئی، حضور شاہ نشین پر بیٹھ گئے۔ اوّل تو آواز دی کہ مفتی صاحب ہیں تو آگے آجاویں۔ جب مفتی صاحب آگئے تو پھر حضور نے فرمایا کہ مولوی صاحب کہاں ہیں؟ مَیں نے دیکھا کہ مولوی صاحب، حضرت خلیفۃ المسیح الاول نورالدین صاحب، سب سے آخری صف میں سے اٹھ کر تشریف لائے۔ حضور نے باتیں شروع کردیں جو طاعون کے بارے میں تھیں۔ فرمایا ہم نے پہلے ہی لوگوں کو بتا دیا تھا کہ مَیں نے فرشتوں کو پنجاب میں سیاہ رنگ کے پودے لگاتے دیکھا اور پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو آئندہ موسم میں پنجاب میں ظاہر ہونے والی ہے۔ مگر لوگوں نے اس پر تمسخر کیا اور کہا کہ طاعون ہمیشہ سمندر کے کناروں تک رہتی ہے۔ اندر ملک میں وہ کبھی نہیں آئی۔ مگر اب دیکھو کہ وہ پنجاب کے بعض شہروں میں پھوٹ پڑی ہے۔ غرض عشاء تک حضور باتیں کرتے رہے۔ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد حضور اندر تشریف لے گئے۔ ہم بھی آ کر سو رہے۔ آپس میں باتیں کرتے رہے کہ یہ کیا بھید ہے؟ ہمارا مولوی قرآن اٹھا کر اور خدا کی قسمیں کھا کر کہتا تھا اور یہاں معاملہ برعکس نکلا۔ خیر صبح ہم لوگ اٹھے اور ارادہ یہ ہوا کہ مولوی نورالدین صاحب سچ بولیں گے ان سے دریافت کرتے ہیں کہ یہی مرزا صاحب ہیں یا کوئی اور؟ جب ان کے مطب میں گئے تو ایک مولوی صاحب نے خلیفہ اوّل کے سامنے اعتراض پیش کیا کہ مولوی صاحب! پہلے جتنے نبی ولی گزرے ہیں وہ تو کئی کئی فاقوں کے بعد بالکل سادہ غذا کھاتے تھے اور مرزا صاحب سنا ہے کہ پلاؤ اور زردہ بھی کھاتے ہیں؟ مولوی صاحب نے ان کو جواباً کہا کہ مولوی صاحب! مَیں نے قرآن مجید میں زردہ اور پلاؤ حلال ہی پڑھا ہے۔ اگر آپ نے کہیں دیکھا ہے کہ حرام ہے تو بتائیں۔ اور اس مولوی نے تھوڑی دیر سکوت جو کیا تو مَیں نے جھٹ وہ اشتہار نکال کر مولوی نورالدین صاحب کے آگے رکھا کہ ایک ہمارا (۔) قسم بھی قرآن اٹھا کر کھاتا تھا کہ مرزا نعوذ باللہ کوڑھی ہوئے ہیں اور ہم کو جو بتایا گیا ہے کہ یہی مرزا صاحب ہیں، وہ تو تندرست ہیں۔ آپ بتائیں کہ یہی مرزا صاحب ہیں جن کو ہم نے نماز میں دیکھا ہے یا کوئی اور۔ مولوی صاحب نے جھٹ جیب میں ہاتھ ڈال کر وہی اشتہار نکال کر بتلایا کہ دیکھو ہم کو تمہارے (۔) نے یہ اشتہار روانہ کیا ہے۔ اب یہ مرزا ہے اور وہ تمہارے (۔) جس نے قرآن ہاتھ میں پکڑ کر جھوٹ بولا۔ جس کو چاہو سچا مان لو۔

تو (۔) کا ہمیشہ سے یہ اصول رہا ہے۔ لیکن آج کل پاکستان میں (۔) کے ساتھ میڈیا بھی شامل ہوگیا ہے۔ اور اس کے بعض پروگراموں کے اینکر جو ہیں وہ بھی (۔) کے رول ادا کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ جھوٹ اور سچ کی کوئی پہچان نہیں رہی اس ملک میں۔

بہرحال کہتے ہیں بس پھر کیا تھا میرے آنسو نکل گئے۔ مَیں نے دل میں کہا کہ کمبخت اب بھی تو بیعت نہ کرے گا؟ واقعی یہ (۔) زمانے کے دجال ہیں۔ ہم تینوں نے ظہر کے وقت حضور کی خدمت میں عرض کی کہ ہم کو بیعت میں لے لیں۔ حضور نے کہا جلدی مت کرو، کچھ دن ٹھہرو۔ ایسا نہ ہو کہ پھر (۔) تم کو پھسلا دیں۔ اور تم زیادہ گنہگار ہو جاؤ۔ مَیں نے رو رو کر عرض کی کہ حضور! مَیں تو اب کبھی پھسلنے کا نہیں۔ خیر دوسرے روز ہم تینوں نے بیعت کر لی۔ اور گھر واپس آ گئے۔

پھر لکھتے ہیں کہ افسوس آگے مخالفت کی وجہ سے ہمارا جو حال ہوا اگر جگہ ہوتی تو اور بھی لکھتا مگر جگہ نہیں اس لئے بند کرتا ہوں۔

(رجسٹر روایات نمبر 5 صفحہ 45تا 49)

تو یہ کہتے ہیں میرے پر احسان اس مولوی صاحب نے کیا جو قرآن اٹھا کر جھوٹی قسمیں کھا رہا تھا۔ اس کی وجہ سے مجھے شوق پیدا ہوا حضرت مسیح موعود کو دیکھنے کا، اور حقیقت معلوم کرنے کا اور یہ میری احمدیت کی وجہ بنی۔

ایک روایت ہے حضرت میاں عبدالعزیز صاحب ولد میاں امام دین صاحب سکنہ اوجلہ تحصیل گورداسپور کی۔ انہوں نے 1893ء میں بیعت کی۔ لکھتے ہیں کہ جب 1891ء میں میری تبدیلی حلقہ سیکھواں پر ہوئی اور میاں جمال دین صاحب اور میاں امام دین صاحب اور میاں خیر دین صاحب سے واقفیت ہوئی تو انہوں نے حضرت مسیح موعود کا دعویٰ مسیحیت اور مہدویت کا ذکر کیا۔ تو چونکہ میرے دل میں حضور کی نسبت کوئی بغض اور عداوت نہ تھی، مَیں نے ان کے کہنے کو برا نہ منایا۔ صرف یہ خیال آیا کہ (۔) لوگ کیوں ایسا کہتے ہیں؟ اس کی وجہ بھی یہ تھی کہ خاکسار کے آباؤ اجداد اکثر (۔) لوگوں سے بوجہ اپنے دیندار ہونے کے محبت رکھا کرتے تھے اور یہی وجہ خاکسار کی بھی (۔) سے محبت کی تھی۔ کہتے ہیں انہوں نے مجھ کو جب کتاب البریہ، ازالہ اوہام دیکھنے کو دی تو مَیں نے کتاب دیکھنے سے پہلے دعا کی کہ خداوندا مَیں بالکل نادان اور بے علم ہوں میرے علم میں جو حق ہے اس پر میرے دل کو قائم کر دے۔ یہ دعا ایسی جلد قبول ہوئی کہ جب مَیں نے ازالہ اوہام کو پڑھنا شروع کیا تو اس قدر دل کو اطمینان اور تسلی شروع ہوئی کہ حضور کی صداقت میں کوئی شک و شبہ باقی نہ رہا اور زیادہ سے زیادہ ایمان بڑھتا گیا۔ اور جب پھر مَیں پہلی بار قادیان میں حضور کی

زیارت کو میاں خیر دین صاحب کے ساتھ آیا اور حضور کی زیارت کی تو میرے دل نے ایسی اطمینان اور تسلی بخش شہادت دی کہ یہ شکل جھوٹ بولنے والی اور فریب والی نظر نہیں آتی۔ چنانچہ اس وقت مَیں نے میاں خیر دین صاحب کو کہا کہ اوّل تو مَیں نے حضور کی نسبت کوئی لفظ بے ادبی اور گستاخی کا کبھی نہیں کہا اور اگر خدانخواستہ کبھی ایسا ہو گیا ہو تو مَیں توبہ کرتا ہوں۔ یہ شکل جھوٹ بولنے والی نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ میاں خیر دین صاحب کو یاد ہو گا اور اس وقت بھی شہادت دے سکتے ہیں۔

پھر لکھتے ہیں کہ پھر مہر ساون صاحب جو اب بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں وہ سیکھواں کے رہنے والے معزز زمیندار تھے۔ ان کی میرے ساتھ محبت ہو گئی اور میرے عقیدہ کے ساتھ ان کو بھی اتفاق ہو گیا۔ اگرچہ وہ پہلے میاں جمال دین امام دین صاحبان سے بوجہ ان کے دو خیال ہونے کے اختلاف رکھا کرتے تھے، پھر ان کا عقیدہ اور خیال ہمارے ساتھ ہی ہو گیا اور 1892ء میں خاکسار اور مہر صاحب موصوف نے ایک ہی وقت میں بیعت کی (یہاں 92ء لکھا ہے اور یہ میرا خیال ہے 93ء کا قصہ ہے۔) اور ہم ہنسا کرتے تھے کہ مَیں اور مہر صاحب جوڑے ہیں۔ (میری اور مہر صاحب موصوف کی) روحانی پیدائش ایک ہی وقت کی ہے۔ کہتے ہیں کہ چونکہ میرا پہلا نام بوجہ اس کے کہ مَیں اپنے ننھیال میں پیدا ہوا تھا اور صاحب علم خاندان نہ تھا میرا مشرکانہ نام رکھ دیا یعنی میراں بخش۔ اس کی تبدیلی کی بہت کوشش کرتے رہتے اور مدت تک تبدیل بھی رہا لیکن پورے طرح نام بدلا نہ گیا۔ پھر جب حضرت مسیح موعود نے نام تبدیل کر کے عبدالعزیز رکھا تو مَیں نے دعا کی کہ خداوند کریم اب تو تیرے مسیح موعود نے نام تبدیل کیا ہے اس کو مستقل طور پر قائم کر دے اور پہلے نام کو ایسا مٹا دے کہ وہ کسی کو یاد ہی نہ رہے۔ چنانچہ دعا قبول ہوئی اور سرکاری کاغذات پٹواری میں اور عام مشہور یہی نام ہے۔ پہلے نام کو کوئی نہیں جانتا۔ اس وقت تک جب تک نام تبدیل نہیں ہوا باوجود جلسوں وغیرہ میں شامل رہنے کے سلسلہ کے کسی کاغذ میں پہلا نام نہیں آیا۔

(رجسٹر روایات نمبر 5 صفحہ 69-70)

حضرت شیخ اللہ بخش صاحب سکنہ بنوں صوبہ سرحد، بیعت 1905ء کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ بچپن میں مجھے کوئی مذہبی تعلیم نہیں دی گئی اور چھوٹی عمر میں ہی سکول میں داخل کر دیا گیا تھا لیکن جب اینٹرنس میں پہنچا اور اس وقت مَیں عمر کے ستارہویں (17 ویں) سال میں تھا تو قدرتاً میرے دل میں تحریک پیدا ہوئی کہ اپنے مذہب کے متعلق واقفیت حاصل کروں۔ چنانچہ مَیں نے ایک (۔) سے قرآن شریف پڑھنے کے بعد خود بخود مترجم قرآن شریف کا مطالعہ شروع کیا۔ اسی دوران میں نامعلوم کس طرح کسی عیسائی کی ایک کتاب جس میں کسی مصری (۔) کے ساتھ مباحثہ کی صورت میں اعتراضات و جوابات درج تھے وہ میری نظر سے گزرے جس کے پڑھنے سے مجھے سخت دکھ ہوا ....اور دل میں طرح طرح کے وساوس پیدا ہوئے۔ مگر کچھ شرم اور کچھ اپنی بیوقوفی کے باعث اس کا ذکر نہ ہی اپنے والد صاحب کے ساتھ کر سکا اور نہ ہی کسی (۔) کے ساتھ اور اس خلش کو دل ہی دل میں لئے رہا۔ یہاں تک کہ 1905ء کے آخری مہینوں میں جب مَیں وانون میں ملازم تھا مجھے ڈاکٹر علم الدین صاحب گجراتی سے بدر اخبار کے کچھ پرچے دیکھنے اور حضرت مسیح کی وفات کے دلائل سننے کا اتفاق ہوا اور جوں ہی مسیح کی وفات مجھ پر ثابت ہو گئی مَیں نے خدا کا شکر کیا اور بغیر کسی مزید توقف کے فوراً حضرت مسیح موعود کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا۔ اس کا علم ہونے پر والد صاحب نے کچھ ناراضگی اور افسوس کا خط لکھا جس پر ان کو ان کی وہ دعا یاد کرائی گئی جو انہوں نے میری پیدائش سے پہلے کی تھی اور جس کا ذکر میرے والد صاحب چند بار گھر میں اس طرح کر چکے تھے کہ جب پہلے بچہ کی پیدائش کے بعد بارہ سال تک ہمارے ہاں کوئی بچہ نہ ہوا تو ہم نے خدا تعالیٰ کے حضور بڑی خشوع و خضوع کے ساتھ ان الفاظ میں دعا کی کہ ”اے ارحم الراحمین اور وہّاب خدا جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بڑھاپے میں آواز سنی اور اس کو اولاد دی میری فریاد بھی سن اور اولاد نرینہ عطا فرما“۔ یہ ان کے والد صاحب نے دعا کی۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے اپنے والد صاحب کو ان کی یہ دعا یاد کرواتے ہوئے لکھا کہ آپ کی دعا کی حقیقی قبولیت اب ہوئی ہے جبکہ خدا نے اپنے فضل سے مجھے ہلاکت کے گڑھے سے نجات بخش کر اپنے مامور کی غلامی کا شرف بخشا ہے۔ لکھتے ہیں کہ غالباً 1906ء کے اپریل میں میری تبدیلی اس جگہ سے اپنے وطن مالوف بنّوں میں ہوئی اور اپنی نوکری پر حاضر ہونے سے قبل مَیں نے قادیان شریف میں حاضر ہو کر (بیت) مبارک میں حضور کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ بیعت کے وقت کا نقشہ اور اپنے دل کی کیفیت مختصر الفاظ میں اس طرح پیش کرتا ہوں کہ ایک آزاد خیال اور لامذہب نوجوان اپنے نفس امّارہ کی تمام امنگوں اور سرکشیوں کے خلاف جنگ پر آمادہ ہو کر مامور وقت کے دروازہ پر استمداد کے واسطے حاضر ہے اور اس کے انتظار میں اس کی آنکھیں بے قرار ایک چھوٹی سی کھڑکی پر پیوست ہیں۔ (وہ کھڑکی جہاں سے حضرت مسیح موعود تشریف لایا کرتے تھے۔) (بیت) میں بہت تھوڑے آدمی ہیں اور سب مؤدب اسی پاک ہستی کی انتظار میں خاموش ہیں کہ اتنے میں اسی کھڑکی میں سے ایک مقدس، وجیہ اور پُر شکوہ وجلال پیر مرد (بیت) میں داخل ہوتا ہے۔ اور ادھر اس نوجوان پر لرزہ طاری ہو کر آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی جاری ہو جاتی ہے۔ لیکن اب تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کیوں؟ صرف اس قدر ہوش ہے کہ حضور کا اس کھڑکی سے ورود بعینہٖ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بدر کامل اندھیری رات میں نمودار ہو گیا جس سے سب تاریکی دور ہو گئی اور حاضرین کے چہروں پر انبساط کی لہریں دوڑنے لگیں۔ اس موقع پر اکبر شاہ خان نے اپنے کچھ شعر بھی حضور کی تعریف میں سنائے جن کو حضور نے پسند فرمایا تھا۔ بیعت کے بعد دوسرے دن میں واپس ہو گیا کیونکہ حاضری کے تھوڑے دن تھے۔ پھر 1907ء کے موسم میں یعنی موسمِ گرما میں جب والد صاحب امرتسر آئے اور بیمار تھے تو ان کو قادیان لایا اور حضور کے ساتھ تعارف کروا کر ان کی صحت کے واسطے عرض کی گئی۔ یہ بھی کوشش تھی کہ وہ بیعت کر لیں گے لیکن افسوس کہ والد صاحب بزرگوار اس نعمت سے محروم رہے۔ حضور نے دعا فرمائی اور مولوی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح اوّل سے نسخہ لینے کی بھی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ نسخہ لینے کے بعد ہم واپس امرتسر چلے گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے بھی والد صاحب کو تسلی دینے کی غرض سے اپنے بچوں کی فوتیدگی کے حالات سنائے لیکن چونکہ والد صاحب کا دل اپنی لمبی بیماریوں کے باعث بہت ہی کمزور ہو چکا تھا ان کے آنسو جاری رہے۔ ان کو میرے پہلے بچہ کی مرگ کا سخت صدمہ تھا۔ (اس کی وجہ سے افسوس کرتے رہتے تھے۔) لکھتے ہیں کہ افسوس کہ مجھے حضرت جری اللہ کا دیکھنا پھر نصیب نہ ہوا۔ اور مجھ پر وہ دن سخت تلخ تھا جبکہ حضور کے وصال کی خبر بدر اخبار کے ذریعہ مجھے بنّوں میں ہوئی۔

(رجسٹر روایات نمبر 5 صفحہ 94 تا 96)

حضرت محمد حسین خان ٹیلر ابن مکرم خدا بخش صاحب سکنہ گوجرانوالہ، بیعت 1897ء۔ یہ لکھتے ہیں کہ مجھے بچپن میں کُشتی دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ ایک دن میں کُشتی دیکھ کر آیا تو خواجے وہاں کوئی رہتے تھے۔ وہاں کسی خواجے کے گھر کوئی مہمان لاڑکانہ سے آیا تھا۔ اس سے وہ دریافت کر رہے تھے کہ لاڑکانہ کے حالات سناؤ۔ تو اس نے کہا کہ مَیں نے ایک نئی بات سنی ہے کہ ہمارے لاڑکانہ میں ایک (۔) نے تقریر کی ہے۔ تقریر میں اسی (۔) نے کہا زیادہ تعلیم پڑھنے سے بھی آدمی کا دماغ خراب ہو جاتا ہے اور اس نے کہا کہ قادیان میں ایک مرزا ہے جو فرماتا ہے کہ مَیں خدا ہوں۔ مَیں نے کہا کہ (۔) صاحب نے کسی کتاب کا حوالہ بھی دیا ہے یا یونہی زبانی کہا ہے۔ تو اس نے کہا کہ براہین احمدیہ کا حوالہ دیتا تھا کہ اس میں لکھا ہے۔ تو مَیں نے وہاں سکھر میں ایک احمدی تلاش کیا اس کا نام محمد حیات تھا۔ وہ چنیوٹ کا رہنے والا تھا۔ اس سے میں نے جا کر دریافت کیا کہ تمہارے پاس براہین احمدیہ ہے؟ تو اس نے کہا کہ ہے۔ تو مَیں نے اسے کہا کہ ذرا کھول کر دکھائیں کہ جہاں حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ مَیں خدا ہوں۔ یہ احمدی نہیں ہوئے تھے اس وقت تک۔ جب انہوں نے کتاب کھول کر دیکھی تو اس میں لکھا ہوا تھا۔ خدا میرے میں ہے اور مَیں خدا میں ہوں۔ مَیں نے یہ بات کتاب میں سے جا کر شیخ صاحب کو دکھائی اور زبانی مَیں نے کہا کہ یہ بات تو معمولی سی ہے۔ جو آدمی شیطانی خیالات کا ہوتا ہے اسے تو ہمارے ملک میں مجسم شیطان بھی کہہ دیا کرتے

ہیں۔ تو جو رحمانی خیالات کا انسان ہے تو اس آدمی میں اگر رحمانی خیالات کی باتیں پائیں جائیں تو یہ کیا بڑی بات ہے؟ تو وہ مجھے جواب میں کہتا ہے کہ لو بھائی یہ بھی مرزائی ہو گیا ہے۔ تو مَیں نے ان کو جواب میں کہا کہ شیخ صاحب مرزائی تو بہت اچھی چیز ہے۔ کہتے ہیں کہ مرزائی تو ہمارے ہاں روئی دار واسکٹ کو کہتے ہیں۔ اگر کسی کو نمونیہ ہو جائے تو اس کے گلے میں ڈال دینے سے آرام آجاتا ہے۔ بہرحال وہ سب میرے پہ ہنستے رہے اور کہنے لگے لو بھائی یہ مرزائی ہو گیا۔

اسی طرح آج کل بھی حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں سے توڑ مروڑ کر حوالے پیش کئے جاتے ہیں لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے، جیسا کہ مَیں نے کہا اس میں جہاں نام نہاد علماء کا ہاتھ ہے، وہاں ٹی وی چینلز کا اور میڈیا کا بھی ہاتھ ہے۔ پڑھنے ہی نہیں دیتے اصل کتابیں۔

اس کے بعد کہتے ہیں کہ مَیں اپنی دوکان پر چلا گیا۔ اس دن کے بعد رات کو مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ امام مہدی آخرالزمان جو آنے والا تھا وہ آ گیا ہے۔ تو مَیں نے پوچھا کہ کس جگہ میں۔ اس آدمی نے کہا کہ یہاں سے 25 کوس کے فاصلے پر ہیں۔ اپنا خواب کا قصہ سنا رہے ہیں، کہتے ہیں کہ مَیں نے پوچھا کہ کس جگہ پر مہدی آیا ہے؟ اس آدمی نے کہا کہ یہاں سے 25 کوس کے فاصلے پر ہیں، جنوب کی طرف۔ تو مَیں اس آدمی کے کہنے پر جنوب کی طرف خواب میں روانہ ہو گیا۔ تو آگے کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت امام مہدی گھوڑے پر سوار ہیں اور ان کے ساتھ دو سو سوار اور ہیں اور وہ آ رہے ہیں۔ تو مَیں نے عرض کیا کہ حضور میری بیعت لے لو۔ تو مَیں نے حضور کی بیعت کر لی اور حضور کے ساتھ روانہ ہو گیا اور حضور لاہور جا کر ٹھہرے اور مَیں نے عرض کیا کہ حضور آپ مجھے رکھ لیں۔ حضور نے فرمایا کہ جو دین سے قطع تعلق کر دیتا ہے اسے دین سے کچھ نہیں ملتا۔ دنیا میں رہ کر انسان کو دین حاصل کرنا چاہئے۔ تو مَیں نے کہا یہاں نزدیک ہی شہر گوجرانوالہ ہے۔ مَیں وہاں جا کر اپنی والدہ کو مل آؤں۔ مجھے حضور نے اجازت دیدی۔ پھر مَیں گوجرانوالہ گیا تو گوجرانوالہ میں اپنے مکان کی سیڑھی میں مَیں کہہ رہا ہوں کہ آخرالزمان امام مہدی آ گیا ہے۔ جس نے بیعت کرنی ہو یا زیارت کرنی ہو لاہور میں تشریف لے جائے۔ پھر اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سکھر میں ہوں۔ سکھر میں خواب دیکھی تھی۔ دوسرے دن پھر خواب میں دیکھا کہ سکھر میں اپنی دوکان میں ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت امام مہدی آسمان کی طرف کسی بلندی پر ٹھہرے ہوئے ہیں اور ایک آدمی کو فرمایا کہ یہاں ہمارا ایک غلام رہتا ہے اس کا سر لے آؤ۔ جب اس آدمی نے مجھے آ کر کہا تو مَیں نے اسے اپنا سر دونوں کانوں سے پکڑ کر دے دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور نے فرمایا سر اس کے ساتھ لگا دو اور یہ میرے خزانے سے بھی اس کو دے دو۔ اس نے آ کر سر لگا دیا۔ مَیں کلمہ پڑھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور مَیں نے کہا کہ جو کچھ حضور نے مجھے دیا ہے دے دو۔ اس نے دینے سے انکار کر دیا۔ (یہ خواب کا ہی قصہ سنا رہے ہیں۔) اسی اثناء میں تمام رات گزر گئی۔ صبح ہو گئی اور مَیں اٹھ بیٹھا۔ پھر تیسرے دن رات دس گیارہ بجے کے قریب مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میرا بدن کسی چیز سے دبایا گیا ہے اور مجھے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ مَیں سویا ہوا ہوں کہ مَیں جاگتا ہوں۔ اتنے میں حضرت امام مہدی میرے پاس آ گئے اور فرمایا کہ کیا ہوا اگر اس نے نہیں دیا۔ ہمارے پاس بہت ہے۔ آپ ہاتھ باہر نکالیں۔ مَیں نے ہاتھ باہر نکالا تو حضور نے میرے ہاتھ پر رکھ دیا۔ مَیں نے منہ میں ڈال لیا۔ (کوئی چیز جو بھی تھی۔) گویا کہ مَیں نے حضور کی بیعت اس طرح پر کی ہے۔ پھر اس کے بعد مَیں ایک دفعہ قادیان آیا تو راستہ میں بٹالہ میں رات کے گیارہ بجے اترا تو وہاں کوئی جگہ نہیں تھی ٹھہرنے کی۔ مَیں حیرانگی سے مسافر خانے کے برآمدے میں کھڑا ہو گیا کہ یا اللہ مَیں اب کہاں جاؤں۔ لوگ جو گاڑی سے اترے تھے وہ اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔ پھر اس کے بعد ایک آدمی نکلا تو اس نے کہا کہ آپ نے کہاں جانا ہے؟ (اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کا انتظام کس طرح کرتا تھا؟ انہوں نے آگے یہ قصہ بیان کیا ہے۔) کہتے ہیں کہ مَیں نے کہا کہ میں نے جانا تو سکھر تھا لیکن اب میرا یہ ارادہ ہوا ہے کہ مَیں حضرت امام مہدی آخرالزمان کی زیارت کر کے جاؤں۔ تو اس نے کہا کہ سکھر میں ایک آدمی بنام حسین بخش ہے آپ اس کو جانتے ہیں؟ تو مَیں نے کہا کہ مَیں اس کو جانتا ہوں۔ اس نے کہا کہ چلو اس کے مکان پر ٹھہریں صبح آپ چلے جانا۔ مَیں اس کے ساتھ چلا گیا تو حسین بخش کے دروازے پر دستک دی تو وہ باہر آیا اور بہت خوشی سے ملا۔ رات مَیں اس کے مکان پر ٹھہرا۔ صبح جب مَیں وہاں سے اٹھ کر قادیان روانہ ہونے لگا تو اس نے کہا کہ مَیں آپ کو نہ جانے دوں گا جب تک آپ میرے مکان پر کھانا نہ کھا لیں۔ پھر بازار گیا اور سبزی وغیرہ لا کر اور پکا کر مجھے روٹی وغیرہ کھلائی۔ پھر مجھے وہ یکّے پر بٹھانے کے واسطے آیا تو تیلی دروازہ کے باہر ایک یکّہ کھڑا تھا، قادیان جانے کی سواریاں تھیں اس میں بیٹھ گیا۔ پہلے دو سواریاں اس میں بیٹھی ہوئی تھیں، تیسرا میں بیٹھ گیا۔ یکّے والے نے گھوڑا چلا دیا اس میں سے ایک آدمی تھا جس کی بہت لمبی داڑھی تھی مہندی لگائی ہوئی تھی۔ اس نے مجھے پوچھا کہ آپ نے کس جگہ جانا ہے۔ مَیں نے کہا کہ حضرت امام مہدی کی زیارت کرنے جانا ہے۔ وہ کہنے لگا پتہ نہیں لوگ یہاں کیوں آتے ہیں۔ لوگوں کے دماغوں کو کیا ہو گیا ہے۔ وہ بٹالہ سے قادیان تک یہی باتیں کرتا آیا۔ مَیں استغفار اور لاحول ولاقوۃ الّا باللہ پڑھتا آیا تو قادیان جب اڈے خانہ پر اترے، آگے آگے وہ چلا پیچھے پیچھے مَیں چل پڑا۔ (۔) مبارک کے نیچے جہاں لیٹر بکس لگا ہے وہ تو مرزا گل کے احاطہ کی طرف ہو گیا اور ایک آدمی مجھے ملا اور اس نے کہا کہ آپ نے کہاں جانا ہے تو مَیں نے کہا کہ مَیں نے حضرت نور الدین صاحب کو ملنا ہے۔ تو میں نے اس سے دریافت کیا کہ یہ میرے آگے آگے کون شخص تھا۔ وہ کہتا ہے کہ یہ مرزا امام دین ہے (جو گالیاں نکال رہے تھے حضرت مسیح موعود کو)۔ پھر مَیں حضرت مولوی صاحب کے پاس چلا گیا۔ ایک ڈاکٹر حسن علی کا رقعہ ہمراہ لایا تھا (جو پہلے احمدی تھے) وہ دیا۔ مولوی صاحب نے مجھے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہاں بیٹھ جائیں۔ مَیں وہاں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد میرے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ حضرت صاحب (بیت) میں آ گئے ہیں۔ تو (بیت) مبارک میں داخل ہوئے تو ایک محراب تھا جو کہ چھوٹی سی کوٹھڑی کی طرح تھا۔ ایک طرف حضرت امام مہدی بیٹھے تھے اور دوسری طرف حضرت نور الدین صاحب بیٹھ گئے۔ میرے متعلق حضور سے کہا کہ حضور یہ ڈاکٹر حسن علی کا پھوپھی زاد بھائی ہے اور بیعت کے واسطے آیا ہے۔ پھر مَیں نے حضور کی بیعت کی اور میں حضور کو اپنے بچپن کے حالات سناتا رہا اور حضور سنتے رہے۔ ایک تو مَیں نے عرض کیا کہ میرا چھوٹا بھائی ہے اس کے واسطے دعا کریں کہ وہ احمدی ہو جائیں۔ مَیں نے اس کے واسطے اخبار بدر بھی جاری کر دیا ہے اور جو حضور کی کتب بھی ملتی ہیں وہ بھی اسے دیتا ہوں اور وہ اس کو ہاتھ نہیں لگانا پسند کرتا۔ کہتا ہے کہ اس میں جادو بھرا ہوا ہے اور جو پڑھتا ہے وہ مرزائی ہو جاتا ہے۔ حضور دعا فرماویں کہ وہ سلسلہ حقہ میں داخل ہو جائے۔ حضور نے فرمایا آپ کے ارادے نیک ہیں۔ خدا آپ کو بڑی کامیابی دے گا۔ پھر حضور نے میری طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو میری ایک آنکھ خراب تھی اور سرخ ہوئی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ آپ کی یہ آنکھ کب سے خراب ہے۔ تو مَیں نے عرض کیا کہ یہ بچپن سے میری آنکھ خراب ہے۔ ایک دفعہ کوہ مری پہاڑ پر گیا تھا تو مجھے آرام آ گیا تھا بعد میں پھر ویسی حالت ہو گئی۔ حضور نے کہا کہ آپ کا کام کوہ مری میں اچھا چل سکتا ہے۔ آپ کوہ مری میں کام کیا کریں۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور مَیں اب سکھر میں کام کرتا ہوں۔ محنتی آدمی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سکھر اور کوہ مری کا چھ سو یا سات سو میل کا فاصلہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آپ کو اللہ شفا دے گا۔ تو معاً مجھے (میری) آنکھ کو بالکل آرام ہو گیا۔ اس کے بعد جب مَیں .... کے نیچے گیا تو تب مولوی صاحب کے پاس جا بیٹھا تو حضور (مولوی صاحب) نے مجھے اشارۃً کہا کہ دوائی ڈلوا لیں۔ تو مَیں نے عرض کیا کہ اب تو مجھے بالکل آرام آ گیا ہے۔ پھر اس کے کچھ مدت بعد حضور لاہور تشریف لے گئے۔

اگلی روایت یہ بیان کرتے ہیں۔ ایک دن حضور کی ملاقات کے لئے ڈپٹی کمشنر اور پولیس کپتان آئے اور انہوں نے کہلا بھیجا کہ ہم ملاقات کے واسطے آئے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ مجھے زیادہ فرصت نہیں ہے۔ ایک دو منٹ کے واسطے مل سکتا ہوں۔ سیڑھی میں کھڑے ہو کر حضور نے ان کی ملاقات کی تو ان افسروں نے کہا کہ رات ہمیں رپورٹ پہنچی ہے کہ رات اینٹیں پڑی ہیں

(یعنی کہ کسی نے اینٹیں پھینکی ہیں) اگر آپ چاہیں تو پولیس کا انتظام کر دیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہماری حفاظت خدا کر رہا ہے۔ آپ جس طرح مناسب سمجھیں اپنا فرض ادا کریں۔ اس کے بعد وہ چلے گئے۔

پھر کہتے ہیں کہ ایک دن حضور دن کے دس بجے آئے گھڑی کا ٹائم ٹھیک کرنے کے واسطے۔ گھڑی رومال میں بندھی ہوئی تھی۔ نکال کر وقت ٹھیک کیا پھر اوپر چلے گئے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ پھر مَیں قادیان آیا، حضور کو ایک آدمی خط سنا رہا تھا۔ سیالکوٹ سے کسی احمدی کی طرف سے آیا تھا اس میں لکھا تھا کہ حضور میرے گُرم (سمدھی جو ہوتے ہیں، بیٹی یا بیٹے کے سسرال والے) کہتے ہیں کہ بارات کے ساتھ باجا بھی لاؤ اور آتشبازی بھی لاؤ۔ حضور نے فرمایا کہ باجا تو بطور اعلان کے ہے اس کا تو کوئی گناہ نہیں۔ اور آتش بازی ایک مکروہ چیز ہے۔ اس واسطے حضور نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ باجا ہم لے آئیں گے اور آتش بازی کے خیال کو آپ چھوڑ دیں۔ پھر ایک دفعہ بابو محمد رشید کا کچھ مدت بعد احمدیت کی طرف رجحان ہو گیا۔ کچھ میرے ساتھ تبادلہ خیالات ہوا۔ اس کے بعد چار آدمی میرے ساتھ بیعت کے واسطے قادیان آنے کو تیار ہو گئے۔ بابو محمد رشید، مولوی محبوب عالم اور مستری علم دین، چوتھے کا مجھے نام یاد نہیں۔ مَیں نے ان چاروں شخصوں کو قادیان لا کر بیعت کروادی۔

ایک اور عجیب واقعہ انہوں نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ جب آیا تو کھڑکی کے راستے حضور جب (بیت) میں تشریف لائے تو لوگ استقبال کے واسطے اٹھے۔ تو ایک پٹھان تھا جو دردِ نقرس سے بیمار تھا اور دو سوٹوں سے چلتا تھا۔ اس کے کھڑا ہونے میں کچھ دیر ہو گئی تو حضور جب باہر نکلے تو حضور کا پاؤں اس کے پاؤں پر آیا۔ تو اس طرف کی اس کی تمام دردیں اچھی ہو گئیں۔ کچھ دیر کے بعد جب حضور اندر جانے لگے تو اس نے کہا کہ حضور اس پاؤں پر بھی پاؤں رکھ دیں تو حضور اس کے پاؤں پر پاؤں رکھ کر چلے گئے۔ بعد میں اس نے حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ مَیں آپ سے قریباً چھ ماہ ہو گئے علاج کروا رہا ہوں کچھ اچھی طرح سے آرام نہیں آیا تھا۔ آج یہ واقعہ ہوا ہے کہ جب حضور براستہ کھڑکی (بیت) میں تشریف لائے تو میرے پاؤں پر پاؤں آ گیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس طرف کی تمام دردیں دور ہو گئی ہیں۔ خلیفہ اول نے جواباً فرمایا کہ بھائی وہ تو خدا تعالیٰ کے (مامور) ہیں۔ مَیں تو معمولی حکیم ہوں۔ مَیں نے دوا دارو ہی دینا ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور (بیت) میں بیٹھے ہوئے تھے تو کوئی کسی ضروری حاجت کے واسطے اندر تشریف لے گئے تو پاس ہی حضور کی صدری پڑی تھی۔ اس کو اپنے کندھے پر رکھ لیا تو اندر چلے گئے۔ دو تین منٹ کے بعد پھر واپس آ گئے تو صدری لا کر پھر وہاں رکھ دی۔ تو سید فضل شاہ صاحب کہتے ہیں کہ حضور یہاں تو کوئی اوپرا آدمی نہ بیٹھا ہوا تھا۔ حضور دو منٹ کے واسطے اندر گئے ہیں اور پھر واپس آ گئے ہیں تو حضور نے صدری اپنے کندھے پر رکھ لی۔ حضور نے فرمایا کہ کسی کو گناہ کرنے کا موقعہ نہیں دینا چاہئے۔

(رجسٹر روایات نمبر 5 صفحہ 97 تا 103)

تو یہ ان لوگوں سے تو خدشہ نہیں تھا لیکن حضرت مسیح موعود کا ایک تربیت کا انداز تھا کہ بجائے اس کے کہ کسی کو موقع دو یا شکوک میں مبتلا ہوا کر کوئی چیز تمہاری ہے تو ساتھ ہی اٹھا لو۔

روایات کافی ہیں، وقت کم ہو رہا ہے۔ آخر میں صرف ایک دو اور بیان کر دیتا ہوں۔

حضرت شیخ محمد اسماعیل کی روایت ہے جو سرساوا ضلع سہارنپور کے تھے۔ 1894ء میں انہوں نے بیعت کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود اس زمانہ کے (۔) اور صوفیوں پر بھی افسوس کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ حق سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کے بندوں کو راستی سے ہٹانے میں پہلوں سے بھی زیادہ زور لگایا تا اللہ تعالیٰ کے بندے راستی کو قبول نہ کریں۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھے یہ تسلی نہ دیتا کہ میں تیری (۔) کو زمین کے کناروں تک پھیلاؤں گا اور تجھے نامراد نہیں ہونے دوں گا۔ تو یہ جو (۔) کی بک بک ہے پتہ نہیں کیا تکلیف دیتی؟ فرمایا کہ اگر یہ لوگ میری آہ و بکا کو سن لیں کہ مَیں کس طرح ان لوگوں کی بہتری اور ہدایت کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور روتا ہوں کہ اے میرے مالک، میرے محسن تو آپ ان پر رحم فرما اور ان کے دلدّروں کو دور کر دے اور ان کو صراط مستقیم پر چلا اور ان کو گمراہی کے گڑھے میں گرنے سے بچا لے۔ مَیں بار بار الٰہی آستانہ پر ان کے لئے گرتا ہوں کہ الٰہی یہ بے خبر ہیں کہ میں ان کے لئے تیرے سے کیا کیا مانگتا ہوں۔ اللہ اللہ جب حضور نے یہ الفاظ منہ سے فرمائے تو ہم تصویر ہی بنے ہوئے تھے کہ یہ پاک وجود اللہ تعالیٰ کے بندوں کا ایسا خیر خواہ ہے؟ یہ بالکل صحیح ہے اللہ تعالیٰ جن پاک وجودوں کو اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے وہ اس کے بندوں کے لئے دردمند اور سچے خیر خواہ ہوتے ہیں۔ اس کے بندوں کے لئے اس قدر بے تاب ہوتے ہیں کہ ماں باپ بھی ایسے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ لکھتے ہیں کہ کیونکہ مَیں نے آپ کے کرب کی آوازیں سنی ہوئی ہیں۔ (تو مجھے تو اندازہ ہے کہ کس طرح بے تابی ہوتی تھی)۔

(رجسٹر روایات جلد 6 صفحہ 97-98)

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب ابن شیخ مسیتا صاحب سکنہ سرساوا ضلع سہارنپور کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے اپنے دوستوں میں اپنی قوت قدسیہ سے یہ اثر پیدا کر دیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کو کارساز یقین کرتے تھے اور کسی سے ڈر کر جھوٹ جیسی نجاست کو اختیار نہیں کرتے تھے اور حق کہنے سے رکتے نہیں تھے اور اخلاق رذیلہ سے بچتے تھے اور اخلاق فاضلہ کے ایسے خوگر ہو گئے تھے کہ وہ ہر وقت اپنے خدا پر ناز کرتے تھے کہ ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ یہ یقین ہی تھا کہ آپ کے دوستوں کے دشمن ذلیل وخوار ہو جاتے تھے اور آپ کے دوست ہر وقت خدا تعالیٰ کے شکر گزار ہی رہتے تھے اور خدائے تعالیٰ کی معیت ان کے ساتھ ہی رہتی تھی اور آپ کے دوستوں میں غنا تھا اور خدائے تعالیٰ پر ہی بھروسہ رکھتے تھے اور حق کہنے سے نہ رکتے تھے اور کسی کا خوف نہ کرتے تھے۔ اعمال صالحہ کا یہ حال تھا کہ ان کے دل محبت الٰہی سے ابلتے رہتے تھے اور جو بھی کام کرتے تھے خالص للّٰہی سے ہی کرتے تھے۔ ریا جیسی ناپاکی سے متنفر رہتے تھے کیونکہ ریا کاری کو حضرت اقدس مسیح موعود خطرناک بداخلاقی فرمایا کرتے تھے کہ اس میں انسان منافق بن جاتا ہے۔ مَیں نے اپنے حضرت اقدس مسیح موعود کی آنکھوں کے پردے کبھی اوپر اٹھے ہوئے نہیں دیکھے تھے۔ ہمیشہ آپ کی آنکھوں کے پردے آپ کی آنکھوں کو ڈھکے ہی رکھتے تھے۔ اتنی حیا آپ کی آنکھوں میں تھی۔ مگر جب کبھی .... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آپ کرتے تو آپ کی آنکھوں کے پردے بالکل اوپر اٹھ جاتے تھے ورنہ آپ کی آنکھوں کو پردے چھپائے ہی رکھتے تھے۔ اتنی حیادار تھیں آپ کی آنکھیں۔ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو اتنی محبت تھی کہ جب کبھی آپ آنحضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر فرماتے تو آپ فرماتے اگر یہ پاک رسول دنیا میں نہ آتا تو دنیا میں ہدایت ہی باقی نہ رہتی، گمراہی گمراہی ہوتی۔ حضرت اقدس مسیح موعود اپنی جماعت کو اخلاق رذیلہ سے بچنے کی بہت تاکید فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ تم اللہ تعالیٰ کے مظہر بنو اور اخلاق فاضلہ اختیار کرو تا اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنا لے۔ فرماتے ہم نے تو اپنے خدا کو ماں سے زیادہ محبت کرنے والا دیکھا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود کے اخلاق ہی ایسے تھے کہ جس نے غور سے آپ کے اخلاق کو دیکھا وہی سرخم تسلیم ہو جاتا تھا اور آپ کی محبت میں چُور ہو جاتا تھا اور آپ کی جدائی کو پسند ہی نہ کرتا تھا اور دھونی رما کر آپ کے ہی قدموں میں گر جاتا تھا اور گیند کی طرح ٹھوکریں کھا کر بھی آپ کی جدائی کو پسند نہ کرتا تھا۔ یہ تھے میرے حضرت اقدس مسیح موعود کے اخلاق حسنہ۔ کہتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود بدظنی سے بچنے کی بہت تاکید فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے بدظنی کرنے والا کبھی بھی نورِ ایمان سے منور نہیں ہو سکتا کیونکہ بدظنی خطرناک بداخلاقی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ سے بھی ناامید کر دیتی ہے۔

پس ہماری جماعت کو چاہیے بدظنی سے بہت بچے۔ بدظنی کرنے والا خدا کی پاک جماعت میں شامل نہیں رہ سکتا۔ یہی الٰہی سلسلہ کی پہچان ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود نے بار بار اپنی جماعت کو یہی نصیحت فرمائی ہے کہ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم ہی کو معرفت الٰہی کا

ذریعہ یقین کریں اور اس کے بتائے ہوئے ہی اعمالِ صالحہ ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم نے انہی اعمال کا ذکر کیا ہے جو کہ انسان کو دنیا کی اور آخرت کی بھلائی تک پہنچاتے ہیں۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں یہی وہ آخری کتاب ہے جس کی برکات کا ذکر تمام دنیا کے راستبازوں کی زبان نے تصدیق فرمائی تھی۔ پس ہماری جماعت اس پاک کتاب کو اپنا دستور العمل بنائے۔

(رجسٹر روایات نمبر 6 صفحہ 66 تا 68)

اللہ تعالیٰ ان (ـ) کے بھی درجات بلند فرمائے جو یہ واقعات اور حالات ہم تک پہنچا کر ہمارے ایمانوں کو مزید بڑھانے کا باعث بنے اور ہمیں بھی توفیق دے کہ حضرت مسیح موعود کے مشن کو جو (ـ) کے احیائے نو کا مشن ہے آگے بڑھانے کے لئے، ہر قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔ اپنی حالتوں کو حقیقی (ـ) تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔ یہی توقع حضرت مسیح موعود نے ہم سے کی ہے اور جو نمونے (ـ) نے ہمارے سامنے پیش فرمائے ہیں۔

مکرم پروفیسر راجا نصر اللہ خان صاحب

بیت نور ماڈل ٹاؤن میں راہ مولیٰ میں قربان ہونے والے

مربی سلسلہ مکرم محمود احمد شاد صاحب کی یاد میں

مئی 2010ء کو ماڈل ٹاؤن لاہور کی بیت نور میں نماز جمعہ کے لئے جمع ہونے والے احمدی احباب کے سامنے خاکسار کے برادر نسبتی مربی سلسلہ ماڈل ٹاؤن مکرم محمود احمد شاد صاحب نے دوپہر ڈیڑھ بجے جمعہ کا خطبہ شروع کیا لیکن کچھ ہی دیر بعد کچھ دہشت گردوں نے بے گناہ اور نہتے احمدیوں پر گرنیڈوں اور کلاشنکوفوں سے اچانک حملہ کر دیا۔ مکرم محمود احمد شاد صاحب نے اسی وقت دوستوں کو دعائیں کرنے اور درود شریف پڑھنے کی تلقین کی اور خود بھی ذکر الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ اس سفاکانہ حملے اور اندھا دھند فائرنگ کے نتیجہ میں بیت النور میں مربی محمود احمد شاد صاحب اور پچیس دوسرے احمدی راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے۔......

خاندانی حالات

مکرم شاد صاحب کے والد کا نام مکرم غلام احمد صاحب تھا۔ آپ کا تعلق بھلوال کے علاقہ چک نمبر 3 سے تھا۔ نہایت ہی مخلص، نیک اور عبادت گزار بزرگ تھے۔ جماعتی رسائل اور کتب کا مطالعہ آپ کا بہترین شوق اور مشغلہ تھا۔ آپ مختلف جگہوں پر نائب تحصیلدار کے طور پر تعینات رہے۔ آپ کے گھر میں کئی بیٹیاں پیدا ہوئیں تو آپ نے دل میں عہد کیا کہ اگر بیٹا پیدا ہوا تو اسے اللہ کی راہ میں وقف کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں اور نیک عہد کو شرف قبولیت بخشا جب آپ بغرض ملازمت عیسیٰ خیل میں مقیم تھے تو 31 مئی 1962ء کو اللہ تعالیٰ نے چوہدری غلام احمد صاحب کو بیٹے سے نوازا جس کا نام آپ نے محمود احمد رکھا۔

سابق باڈی گارڈ صالح محمد صاحب جن کو ایک لمبے عرصہ تک حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے دور میں حفاظت خاص میں بڑی وفاداری اور ذمہ داری کے ساتھ خدمات بجالانے کی توفیق ملی، نے ایک واقعہ کئی مرتبہ خاکسار کے پاس بیان کیا۔ وہ بتاتے تھے کہ ایک سفر کے دوران ان کو ایک شہر میں رات آ گئی تو انہوں نے سوچا کہ کسی احمدی دوست کے گھر قیام کیا جائے۔ انہوں نے غالباً کسی دکاندار سے پوچھا کہ اس شہر میں کوئی احمدی رہتا ہے۔ تو اس نے بتایا کہ تحصیلدار صاحب احمدی ہیں اور ان کی رہائش گاہ کا پتہ بھی بتایا صالح محمد صاحب نے وہاں پہنچ کر اطلاع دی تو چوہدری غلام احمد صاحب نے بڑے تپاک سے آپ کو خوش آمدید کہا اور بھائیوں کی طرح سلوک کیا۔ صالح محمد صاحب بتاتے تھے کہ وہاں میں نے پہلی بار محمود احمد شاد صاحب کو دیکھا جو ابھی بچہ ہی تھے اور خوب چاق و چوبند تھے۔ عزیزم محمود احمد نے مجھے بڑے جذبے سے کلام محمود کی نظم سنائی اور جب آخری شعر پر پہنچے ؎

محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

تو صالح محمد صاحب بڑے خوش ہو کر بتاتے تھے کہ اس شعر کے دوسرے مصرعے کو پڑھتے ہوئے محمود شاد صاحب باقاعدہ دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر پُرجوش طریقے پر ہلاتے تھے جس طرح کسی درخت کی ٹہنی کو زور سے جنبش دی جاتی ہے۔

ربوہ میں رہائش

ریٹائرمنٹ کے کچھ عرصہ بعد چوہدری غلام احمد صاحب اپنے بچوں کو لے کر ربوہ آ گئے۔ مکرم محمود احمد شاد صاحب نے میٹرک ربوہ سے پاس کیا۔ زیر نظر مضمون تیار کرنے کے سلسلہ میں خاکسار کو اپنے برادر نسبتی عزیزم محمود احمد شاد صاحب کے متعلق ان کی بہنوں، اہلیہ صاحبہ اور بیٹوں سے بہت سی معلومات اور دلچسپ واقعات حاصل ہوئے ہیں جنہیں اپنی اپنی جگہ پر بیان کیا جائے گا۔ جب محمود احمد شاد صاحب 1979ء میں میٹرک پاس کر چکے تو ان کا اپنا ارادہ کالج میں ایف ایس سی (Pre-Medical) میں داخلہ لینے کا تھا۔ ان کے والد محترم نے انہیں پاس بٹھا کر بڑے دلنشیں انداز میں کہا کہ میں نے تمہاری پیدائش سے بھی پہلے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو اسے دین کی خاطر وقف کر دوں گا۔ الحمد للہ اب تم اس قابل ہو گئے ہو کہ میں تم سے تمہاری مرضی دریافت کروں۔ پھر عمر بھر کی جمع کی ہوئی دینی اور جماعتی کتابوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ میں نے تمہارے لئے یہ خزانہ جمع کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم جامعہ احمدیہ میں داخلہ لو۔ سعادت مند بیٹے نے اپنے والد محترم کی یہ نیک آرزو سن کر اسی وقت جامعہ میں داخلہ لینے کا ارادہ ظاہر کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعہ سے پڑھائی مکمل کر کے 1986ء میں مربی سلسلہ بن گئے۔ آپ چھ بہنوں کے اکیلے بھائی تھے اور سب بہنوں کے ساتھ بہت احترام، محبت دلجوئی سے پیش آتے تھے۔ آپ کی ایک خاص صفت یہ تھی کہ ہر ایک کو بہت اپنائیت اور مسکراتے چہرے سے ملتے تھے۔ بہت نرم مزاج اور نرم گفتگو تھے۔ بہت خوش الحان تھے۔ کئی اہم اجلاسات میں تلاوت قرآن کریم کی سعادت پائی۔ نماز میں قراءت بہت عمدہ کرتے تھے۔

دعا پر بھروسہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر احمدی کی طرح محمود احمد شاد صاحب شروع سے ہی دعاؤں پر بہت زور دیتے تھے۔ آپ کی ایک ہمشیرہ نے بتایا کہ ابھی آپ جامعہ احمدیہ کے طالب علم تھے کہ ہماری والدہ صاحبہ پر فالج کا شدید حملہ ہوا اور ڈاکٹروں نے بتایا کہ اب وہ جسم کے بائیں فالج زدہ حصے کو حرکت نہیں دے سکیں گی۔ محمود احمد شاد صاحب کو اس بات پر بہت دکھ ہوا اور انہوں نے تمام گھر والوں کے ساتھ اجتماعی دعا کی اور لمبی دعا کے دوران اللہ تعالیٰ کے حضور خوب آہ و زاری کی۔ ڈاکٹری دوا بھی جاری تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چند ہی ماہ میں والدہ صاحبہ کی حالت بہت بہتر ہو گئی اور کچھ عرصہ بعد وہ چارپائی سے اٹھ کر چھڑی کے سہارے صحن میں چلنے پھرنے کے قابل ہو گئیں۔

محمود احمد شاد صاحب جامعہ سے فارغ ہونے کے بعد کچھ عرصہ تک ربوہ میں خدمات انجام دیتے رہے اور سوانح حضرت فضل عمر کے سلسلہ میں بھی آپ کو کچھ عرصہ کام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ بیرون ربوہ آپ کی پہلی تعیناتی خوشاب شہر میں ہوئی۔ آپ نے اپنے فرائض ہمیشہ بڑے اخلاص اور محنت سے انجام دیئے۔

28 جلسہ سالانہ قادیان میں حاضری

1991ء کا سال اس لحاظ سے بہت بابرکت ہے کہ اس سال حضرت خلیفۃ المسیح الرابع قادیان تشریف لائے تھے۔ اسی سال بہت سے پاکستانی احمدیوں کی طرح برادرم محمود احمد شاد صاحب کو بھی جلسہ سالانہ قادیان میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ جن احباب کو اس سال قادیان دارالامان میں حاضری کی توفیق وسعادت حاصل ہوئی (اور بفضل اللہ تعالیٰ خاکسار بھی ان خوش نصیبوں میں شامل تھا) انہوں نے دیکھا کہ حضور خلیفۃ المسیح الرابع کی بابرکت اور باعث صد مسرت موجودگی کی وجہ سے قادیان کے در و دیوار کیسی روحانی خوشیاں اور روشنیاں بکھیر رہے تھے اور حضور انور کے مبارک قدموں اور جلسہ سالانہ کے خطابات نے کس طرح قادیاں دارالاماں کے گلی کوچوں اور فضاؤں کو رونقوں اور مسرتوں سے تابناک بنا دیا تھا۔

اس کے کئی سال بعد برادرم محمود احمد شاد صاحب کو 2009ء میں دوبارہ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کا موقع ملا جس پر آپ بے حد خوش تھے قادیان دارالامان سے واپسی پر لاہور میں آپ نے ایک مبارک خواب دیکھا۔ آپ نے بیان کیا۔

''خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود قادیان میں بیت اقصیٰ کے صحن میں تشریف فرما ہیں میں حضرت کے پاس جا کر کہتا ہوں حضور میرے والدین آپ پر قربان! آپ کو رسول کریم ﷺ کی طرف سے سلام۔ میرے والدین کی طرف سے سلام۔ میرے بیوی بچوں اور میرے بہن بھائیوں کی طرف سے سلام۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے مجھے گلے لگا لیا اور پیار کیا۔ آپ یہ مبارک خواب دلی خوشی اور طمانیت کے ساتھ سنایا کرتے تھے۔

رشتہ داروں سے عمدہ سلوک

مکرم محمود احمد شاد صاحب کے ننھیال اور ددھیال کے تقریباً سب رشتہ دار غیر احمدی تھے لیکن خاکسار نے دیکھا ہے کہ آپ کے والد محترم چوہدری غلام احمد صاحب اور ان کی تربیت کے نتیجہ میں ان کی ساری اولاد کے اپنے غیر از جماعت رشتہ داروں کے ساتھ بہت عمدہ تعلقات تھے۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے غم اور خوشی میں برابر شریک ہوتے تھے اور ایک دوسرے سے بہت محبت سے پیش آتے تھے۔ سانحہ لاہور کے المناک موقع پر بھی یہ سارے رشتہ دار ربوہ آئے اور برادرم محمود احمد شاد صاحب کی تدفین میں شامل ہوئے۔ ان رشتہ داروں میں ان کی ضعیف اور کمزور پھوپھیاں اور خالائیں بھی تھیں جو دفتر انصار اللہ کے صحن میں وہیل چیئرز پر غمزدہ اور پریشان بیٹھی تھیں۔ یہ سب باہمی تعلقات اور حسن سلوک کا نتیجہ تھا۔

تنزانیہ میں خدمت دین

1995ء میں آپ کو بطور مربی سلسلہ تنزانیہ بھیجا گیا۔ مربی صاحب نے تنزانیہ پہنچنے کے جلد بعد دعوت الی اللہ کے طور پر ایک مفصل دردمندانہ خط سرگودھا کے علاقہ میں مقیم اپنے غیر از جماعت رشتہ داروں کو لکھا۔ یہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ آپ کی سچی بھلائی اور غمخواری کا ثبوت تھا۔

آپ کو تنزانیہ میں مشکل اور مخالف حالات میں

بھی سلسلہ عالیہ کی خدمت کی خوب توفیق ملی۔

یہاں پر خاکسار کو ایک لطیف بات یاد آئی۔ بیرون ملک میں ہمارے جماعتی جلسوں اور مربی صاحبان کی سرگرمیوں کا احوال وقتاً فوقتاً روزنامہ الفضل میں بھی شائع ہوتا رہتا ہے۔ ایک دفعہ میں نے تنزانیہ کے ایک جلسہ کی رپورٹ روزنامہ الفضل میں پڑھی جس میں ایک جملہ یہ تھا کہ فلاں اجلاس میں شیخ محمود احمد شاد صاحب نے تقریر کی۔ یعنی تنزانیہ میں عالم دین کو عرب ممالک کی طرح شیخ کے قابل احترام لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ مجھے لطیفہ سوجھا اور میں نے برادرم محمود احمد صاحب کو خط میں القاب کے کچھ اس طرح کے الفاظ تحریر کئے۔

برادر عزیز چوہدری شیخ محمود احمد شاد صاحب خط میں یہ الفاظ پڑھ کر آپ بہت محظوظ ہوئے اور بعد میں مجھے بتایا کہ میں نے وہاں اپنے سارے ساتھیوں اور دوستوں کو آپ کے یہ الفاظ سنائے تو وہ سب بھی بہت ہنسے اور لطف اندوز ہوئے۔

نصرت الٰہی کے نظارے

1999ء کا یہ واقعہ ہے کہ مربی صاحب کی فیملی کو تنزانیہ گئے کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ ایک عرب عالم جو سلسلہ عالیہ کا بہت بڑا مخالف تھا اس نے پولیس کو جھوٹی شکایت کردی کہ مربی صاحب نے مشن ہاؤس میں کچھ غیر قانونی باشندوں کو پناہ دے رکھی ہے۔ چنانچہ پولیس نے مربی ہاؤس پر چھاپا مارا لیکن وہاں سے کچھ برآمد نہ ہوا۔ لیکن پھر بھی پولیس شاد صاحب کو پکڑ کر تھانے لے گئی۔ وہاں پر موجود پولیس افسر کو مربی صاحب نے جماعت کے حوالے سے اپنا تعارف کرایا اور واضح کیا کہ ان کا ایسی سرگرمیوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اس پر پولیس افسر نے معذرت کرتے ہوئے آپ کو گھر جانے کی اجازت دے دی اور اس طرح بفضل اللہ تعالیٰ شر سے خیر کا پہلو نکل آیا اور پولیس کے ساتھ اچھے مراسم قائم ہوگئے۔

محمود احمد شاد صاحب بطور نمائندہ تنزانیہ اپنی فیملی کے ساتھ 2004ء کے جلسہ سالانہ لندن میں شمولیت کے لئے گئے۔ حضور کے ساتھ ملاقات کا شرف حاصل ہونے پر آپ نے اسی مخالف عرب عالم کی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ ضد اور مخالفت میں ہمارے مشن کے عین سامنے اپنا مرکز بنا رہا ہے۔ حضور نے مربی صاحب کو تسلی دی کہ ایسے مخالفین انشاء اللہ سلسلہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ جب مربی محمود احمد شاد صاحب واپس تنزانیہ پہنچے تو کچھ ہی عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ چونکہ ملکی قوانین کے مطابق سڑک کے دونوں اطراف میں 20 میٹر کی جگہ چھوڑ کر کوئی تعمیر کھڑی کی جاسکتی ہے اس لئے مجاز افسران نے مخالف عالم کے بنائے ہوئے مرکز کو خلاف قانون قرار دیتے ہوئے اسے گرانے کا فیصلہ کیا ہے۔ آخر اس مخالف عرب کی مختلف منفی سرگرمیوں کی وجہ سے حکومت نے اسے ملک بدر کردیا اور یہ خبر وہاں کے اخبارات میں بھی شائع ہوئی۔

دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی ایک مثال

تنزانیہ میں آپ فرائض دینیہ کے سلسلہ میں اکثر دوروں پر جاتے رہتے۔ ایک دفعہ دورے پر جانے کی تیاری کے دوران آپ کی اہلیہ بیمار ہوگئیں۔ ان کو ملیریا بخار ہوگیا تھا جو افریقی ممالک میں کافی تکلیف دہ ہوتا ہے۔ انہوں نے مربی صاحب سے کہا کہ میں اتنی بیمار ہوں اور آپ دورے پر جا رہے ہیں تو مربی صاحب نے توکل علی اللہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا کہ میں اللہ کی خاطر کام پر جا رہا ہوں اور تمہیں بھی اللہ کے حوالے کئے جا رہا ہوں۔

تنزانیہ میں کچھ سال خدمت سلسلہ میں گزارنے کے بعد مرکز سلسلہ کی ہدایت کے مطابق آپ وطن واپس آگئے۔ یہاں پر کچھ عرصہ بعد آپ کا تبادلہ راولپنڈی شہر میں ہوگیا آپ نے یہاں بھی پوری تندہی سے اپنے فرائض انجام دیئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ کو مربی ضلع بنا دیا گیا اور آپ ایوان توحید میں منتقل ہوگئے۔ ایوان توحید خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑا کشادہ اور آرام دہ مرکز ہے۔ اس عمارت میں وسیع بیت الذکر کے علاوہ کشادہ مربی ہاؤس اور دو عدد آرام دہ گیسٹ ہاؤس موجود ہیں۔ متعدد دفاتر اس کے علاوہ ہیں۔

گزشتہ سالوں میں موسم گرما کی تعطیلات کے دوران جب خاکسار بچوں کے ساتھ کچھ دنوں کے لئے اسلام آباد وغیرہ کی سیر کے لئے جاتا تو ایک دو روز ان کے پاس بھی قیام رہتا بلکہ برادرم محمود صاحب اور بھابھی صاحبہ ہم لوگوں سے پہلے ہی وعدہ لے لیتے کہ ہم چند روز ان کے پاس ضرور ٹھہریں گے۔ پھر جب ہم راولپنڈی میں ان کے ہاں پہنچتے تو وہ سب گھر والے بے حد خوش ہوتے اور خاطر مدارات میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے۔ نمازوں کے اوقات میں ان کے دونوں بیٹے بھی بڑے شوق اور باقاعدگی کے ساتھ باجماعت نماز میں شامل ہوتے۔ مربی محمود احمد شاد صاحب اپنے حلقہ کے سب احباب سے بہت اخلاص اور اپنائیت سے ملتے اور مختلف دوستوں کے مسائل بھی بہت توجہ اور ہمدردی سے سنتے اور حل کرتے۔ راولپنڈی کا ایک واقعہ ہے دو بہن بھائیوں میں شدید رنجش ہوگئی۔ مربی صاحب نے بڑی دردمندی سے ان دونوں کو سمجھایا۔ آخر آپ کی کوششوں سے بہن بھائی میں صلح ہوگئی۔ آپ کو اس بات سے اتنی خوشی ہوئی کہ مٹھائی کا ڈبہ لے کر ان کے گھر گئے اور ان کی خوشی میں شریک ہوئے۔ فروری 2010ء میں محمود احمد شاد صاحب کا تبادلہ ماڈل ٹاؤن لاہور ہوگیا۔

جماعتی اخوت کا حیرت انگیز نظارہ

برادرم محمود احمد شاد صاحب کو لاہور میں آئے ہوئے تقریباً 3 ماہ کا عرصہ ہی گزرا تھا کہ مخالفین کی طرف سے دھمکیوں کے فون آنے لگے۔ جس دن دھمکی کی پہلی کال آئی۔ آپ ایک شادی میں شرکت کی غرض سے گھر سے دور تھے۔ اسی کال سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کچھ لوگ آپ کا پیچھا کر رہے ہیں۔ اس اطلاع کے بعد وہاں جماعتی نظام کے تحت خدام نے اپنا فرض خوب نبھایا اور مربی صاحب کو اپنے ساتھ بحفاظت گھر لے آئے۔ آپ نے گھر آکر اپنی اہلیہ اور چھوٹے بیٹے (بڑا بیٹا عزیزم سعود احمد بغرض ڈاکٹری تعلیم چین میں مقیم تھا) پاس بٹھا کر کہا کہ دیکھو کیسی عظیم الشان جماعت ہے۔ ان خدام کے ساتھ ہمارا کوئی خاندانی رشتہ نہیں سوائے ایمانی رشتہ کے لیکن یہ کیسی محبت سے ہماری خیریت اور حفاظت کے لئے مستعد رہتے ہیں۔ پھر رقت کے ساتھ کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے اگر اللہ نے جماعت کی خاطر میری قربانی لینی ہے تو میں حاضر ہوں لیکن میری اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھنا۔

خاکسار راقم عرض کرتا ہے کہ جب ہمیں ان کے اہل خانہ کی طرف سے معاندین سلسلہ کی مندرجہ بالا کال کا علم ہوا تو ہم لوگ فوراً اللہ کے حضور دعا میں مصروف ہوگئے۔ بعد میں جب میں نے فون کیا تو برادرم محمود صاحب نے تسلی دی اور ان کے منہ سے یہی الفاظ نکلے کہ ہماری جماعت ایسی عظیم الشان جماعت ہے کہ اپنے خادموں کا ہمہ وقت خیال رکھتی ہے۔ واقعی حضرت مسیح موعود کا تمام احمدیوں پر یہ عظیم احسان ہے کہ آپ نے سب افراد جماعت کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے اور یہ احسان اور فیضان خلافت احمدیہ کے طفیل انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔ ماشاء اللہ احمدی شاعرہ کے اس شعر میں کتنا دلنشیں پیغام دیا گیا ہے۔

خلافت کی محبت میں دلوں کو یوں فنا رکھنا
کوئی مسلک اگر رکھنا تو تسلیم و رضا رکھنا

مضبوط عزم و ایمان

جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے آپ اپنی چھ بہنوں کے اکیلے بھائی تھے۔ بھائی کو دھمکیوں کے پیغام آنے کے بعد بہنوں کو اپنے بھائی کے متعلق بہت فکر تھی۔ اس لئے وہ جب بھی اپنے بھائی کو فون کر کے اپنی تشویش اور خواہش کا اظہار کرتیں کہ آپ رخصت لے کر چند دنوں کے لئے ربوہ آجائیں تو جرأت و ایثار کا یہ پیکر ان کو جواب دیتا ہے کہ کیا اس سے پہلے احمدیوں نے دین کی خاطر قربانیاں نہیں دیں۔ ہم نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ اگر قربانی کی ضرورت پڑی تو میں حاضر ہوں میں میدان چھوڑ کر کیوں آجاؤں اور جب کبھی ان کی اہلیہ بہت پریشان ہوکر رو پڑتیں تو انہیں تسلی دیتے کہ اللہ تعالیٰ شہداء کے پسماندگان کو ضائع نہیں کرتا اور خود ان کی حفاظت اور کفالت فرماتا ہے۔ گویا مخالفین اور معاندین کی کوئی دھونس دھمکی ان کے پائے ثبات اور احمدیت کے ساتھ وابستگی اور شیفتگی میں لغزش نہ پیدا کرسکی۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

جرم الفت پہ ہمیں لوگ سزا دیتے ہیں
کتنے نادان ہیں شعلوں کو ہوا دیتے ہیں

مربی صاحب کی شہادت سے کوئی ایک ماہ پہلے کی بات ہے کہ ایک غیر از جماعت نوجوان کچھ سوالات لے کر آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے پہلے بھی کئی احمدی حضرات کے ساتھ رابطہ کیا ہے لیکن میرے دل کو تسلی نہیں ہوئی آپ میرے سوالوں کے اطمینان بخش جواب دیں۔ آپ نے دو تین مجلسوں میں اس دوست کو جوابات دینے پر کئی گھنٹے صرف کئے اور اس دلسوزی سے ان کے ساتھ گفتگو کی کہ کئی دفعہ حضرت مسیح موعود کے الہامات اور اشعار پڑھتے بے اختیار اشک بار ہوجاتے۔ وہ دوست اس دلی تڑپ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ پورے شرح صدر کے ساتھ کہنے لگے کہ جو شخص اس وابستگی اور وارفتگی اور گریہ کے ساتھ مجھے سمجھا رہا ہے اور میری تسلی کرا رہا ہے۔ اس کا تعلق کسی جھوٹے گروہ سے نہیں ہوسکتا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان صاحب کو حق پہچاننے کی توفیق ملی۔

خلافت کا سچا شیدائی

برادرم محمود احمد شاد صاحب کے بچوں نے بتایا کہ شہادت سے ایک رات قبل یعنی 27 اور 28 مئی کی درمیانی شب کو MTA پر خلافت جوبلی (27 مئی 2008ء) کے موقع پر حضور کا خطاب ایک بار پھر دکھایا جا رہا تھا تو مربی محمود احمد شاد صاحب اپنی اہلیہ اور چھوٹے بیٹے (عزیزم نوید احمد) کے ساتھ وہ خطاب سن رہے تھے۔ جب حضور نے جماعت سے عہد لیا تو مربی صاحب اونچی آواز میں یہ عہد دہراتے جاتے تھے۔ آپ کا ارادہ تھا کہ اگلے روز بیت نور میں خطبہ دینے کے بعد سب احباب کے ساتھ یہ عہد دہرائیں گے۔ مگر اللہ کو یہی منظور تھا کہ خطبے کے دوران ہی آپ راہ مولیٰ میں قربان ہوگئے گویا جو عہد آپ کے پاس الفاظ کی شکل میں موجود تھا اور دل میں موجزن تھا وہ آپ نے اپنے خون سے پورا کر دکھایا اور اس طرح خلافت کا یہ سچا شیدائی خلافت کا جانباز و جاں نثار بھی ثابت ہوا۔

یہ تو ایک جاں نثار کا مختصر سا ذکر ہے۔ 28 مئی بروز جمعۃ المبارک بیت نور اور بیت الذکر میں 86 عاشقان احمدیت اور جاں نثاران خلافت نے اپنے خون سے صبر و وفا کے ایسے چراغ قطار اندر قطار سجا دیئے ہیں جو آسمان احمدیت پر تا ابد تابندہ و درخشندہ رہیں گے اور تاریخ احمدیت میں ہمیشہ زندہ و پائندہ رہیں گے۔ انشاء اللہ وارفتگان احمدیت کا قافلہ کبھی کم نہ ہوگا کبھی مدھم نہ پڑے گا۔

عجیب لوگ ہیں یہ خاندان عشق کے لوگ
کہ ہوتے جاتے ہیں قتل اور کم نہیں ہوتے

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

نکاح

۞ مکرم طارق سعید صاحب استاد جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی مکرمہ طاہرہ سعید صاحبہ کے نکاح کا اعلان مکرم عمار خالد صاحب تاجپورہ لاہور کے ساتھ مبلغ چار لاکھ روپے حق مہر پر مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے 7/اگست 2010ء کو بیت مبارک ربوہ میں کیا۔ مکرمہ طاہرہ سعید صاحبہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں اور اس وقت کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی لاہور میں زیر تعلیم ہیں۔ مکرم عمار خالد صاحب، مکرم خالد مسعود بابر صاحب تاجپورہ لاہور کے بیٹے اور مکرم شیخ سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان کی نسل سے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نکاح دونوں خاندانوں کیلئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور دینی و دنیاوی حسنات سے دائمی طور پر نوازتا رہے۔ آمین

درخواست دعا

۞ مکرم محمد انوار الحق صاحب کلرک شعبہ مال دفتر دارالذکر لاہور تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی عزیزہ فائزہ صدیقہ بنت مکرم محمد احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ راہوالی ضلع گوجرانوالہ کو شیشہ لگنے سے بازو پر چند روز قبل سخت چوٹ آئی ہے فوری طور پر مقامی ہسپتال لے جایا گیا جہاں معمولی سا آپریشن ہونے کے بعد بازو کو پٹی کردی گئی ہے۔ عزیزہ سخت تکلیف میں ہے تقریباً ہر دوسرے روز نئی پٹی کرانے کے لئے ہسپتال لے جانا پڑتا ہے۔ احباب کرام سے بچی کی کامل و عاجل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

پتہ درکار ہے

۞ مکرمہ خالدہ ندیم صاحبہ زوجہ مکرم ندیم احمد شبیر صاحب نے مکان نمبر 64 دارالفتوح غربی ربوہ سے وصیت کی تھی۔ مکرمہ موصیہ صاحبہ اب مذکورہ ایڈریس پر موجود نہ ہیں وہ خود یا ان کے رشتہ دار یہ اعلان پڑھیں تو براہ کرم فوری دفتر سے رابطہ کریں نیز اپنے موجودہ ایڈریس سے بھی مطلع فرماویں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

شکریہ احباب

۞ مکرم سلطان علی صاحب ولد مکرم رحمت علی صاحب مرحوم دارالیمن وسطی حمد ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرا بیٹا عزیزم رضوان علی مورخہ 28 جولائی 2010ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گیا۔ اس موقع پر احباب جماعت نے ذاتی طور پر تشریف لا کر اور اندرون و بیرون پاکستان سے بذریعہ ٹیلی فون خاکسار کے ساتھ تعزیت کی اور صدمہ کے اس موقعہ پر ہمارا ساتھ دیا۔ خاکسار کیلئے فرداً فرداً تمام احباب کا شکریہ ادا کرنا ناممکن ہے الفضل کی وساطت سے تمام ایسے احباب کا بطور خاص شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جو خود تشریف لائے یا بذریعہ ٹیلی فون رابطہ کر کے میری اور تمام خاندان کی ڈھارس بندھاتے رہے۔ اسی طرح صدر صاحب محلّہ اور زعیم حلقہ کہ جنہوں نے اس موقع پر ہمارے ساتھ تعاون کیا۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ درجہ عطا کرے۔ نیز ہمیں صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

سانحہ ارتحال

۞ مکرم عبدالباسط چوہدری صاحب نائب ناظم مجلس انصاراللہ علاقہ ملتان تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب ابن مکرم چوہدری عبدالشکور صاحب آف ملتان 14/اگست 2010ء کو صبح قریباً ساڑھے آٹھ بجے اپنی رہائش گاہ پر ہارٹ فیل ہونے سے انتقال کر گئے۔ اسی روز بعد نماز عشاء بیت السلام میں ان کی نماز جنازہ مکرم مظفر احمد خالد صاحب مربی ضلع ملتان نے پڑھائی۔ موسم انتہائی خراب ہونے کے باوجود جماعت کی کثیر تعداد کے علاوہ غیر از جماعت دوستوں نے بھی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ تدفین مقامی قبرستان میں ہوئی۔ قبر تیار ہونے پر ہمارے تایا زاد بھائی مکرم چوہدری منیر مسعود صاحب ناظم مجلس انصاراللہ ضلع لاہور نے دعا کرائی۔ وفات کے وقت مرحوم کی عمر 57 سال تھی۔ مرحوم نے اپنے پیچھے لواحقین میں بیوہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا نیز چار بہنیں اور دو بھائی چھوڑے ہیں۔ مرحوم بحیثیت الیکٹرونک مکینک اپنے والد مرحوم کی ساٹھ سالہ قدیمی دکان واقعہ صدر بازار کینٹ ملتان چلا رہے تھے۔ انتہائی منکسر المزاج انسان تھے۔ کسی کے متعلق برائی یا غیبت کا تصور بھی نہ کرتے تھے۔ اپنا ہر کام خود کرنے کے عادی تھے۔ ہر حالت میں خدا کی رضا پر راضی رہنے والے انسان تھے۔ شعر و ادب میں انتہائی دلچسپی تھی اور برمحل اشعار و محاورات کا استعمال کرتے تھے۔ محفل کی رونق ہوا کرتے تھے۔ بیوی اور بچوں کے لئے مجسمہ شفقت تھے۔ سارے خاندان میں پیار سے گڈو پکارے جاتے تھے۔ غیر از جماعت احباب میں بہت ہی مقبول شخصیت کے مالک تھے۔ سانحہ لاہور کے بعد انتہائی افسردہ رہتے نیکی کا کام کر کے انتہائی خوشی محسوس کرتے۔ تشہیر کو ذرا بھی پسند نہ کرتے تھے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے نیز بیوی بچوں اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور خود ان سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

پتہ درکار ہے

۞ مکرم خرم شہزاد صاحب ولد مکرم محمد آزاد صاحب وصیت نمبر 47812 نے چہان P/O خاص ضلع راولپنڈی سے وصیت کی تھی ان کا دفتر وصیت سے جون 2007ء تک رابطہ رہا ہے اس کے بعد سے ان کا دفتر وصیت سے رابطہ منقطع ہے اگر موصوف خود یا ان کے عزیز و اقارب یہ اعلان پڑھیں تو براہ کرم دفتر وصیت سے رابطہ کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب

میرے چھوٹے بھائی مکرم چوہدری بشارت احمد صاحب

23 جون 2010ء کے دن ہمارے خاندان کا ایک فرد بعمر 91 سال ہمیں داغ مفارقت دے کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گیا۔ یہ تھے میرے چھوٹے بھائی چوہدری بشارت احمد صاحب جو مجھ سے قریباً دو سال چھوٹے تھے اس لئے پیدائش سے وفات تک زندگی کی بہت سے مراحل میں اکٹھے رہے۔ سیالکوٹ چھاؤنی میں حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کے گھر میں پیدا ہوئے، ایک سکول میں مڈل تک تعلیم حاصل کی، ایک ہی کالج، مرے کالج سیالکوٹ میں بی اے پاس کیا پھر دونوں کو ایک ہی محکمہ یعنی ملٹری اکاؤنٹس میں ملازمت ملی اور ایک ہی گھرانے میں یعنی اپنے چچا حضرت عبدالحمید صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کے ہاں شادی ہوئی اور بالآخر دونوں نے ربوہ کو اپنا مسکن بنا لیا۔ خاکسار نے وقف زندگی کی حالت میں اور میرے بھائی نے اپنے محکمہ سے ریٹائرمنٹ کے نتیجہ میں۔ اس طرح ایک لمبا عرصہ کی متوازی زندگی نے ہم دونوں بھائیوں میں معمول سے زیادہ باہمی احترام و محبت کا تعلق قائم کر دیا۔ مرحوم موصی تھے۔ 24 جون کو بہشتی مقبرہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔ لندن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

میرے مرحوم بھائی بفضل خدا بڑی خوبیوں کے مالک تھے دعوت الی اللہ کا بڑا شوق تھا، مخلوق خدا سے ہمدردی رکھتے تھے، جماعت سے غیر معمولی لگاؤ تھا، خلافت کا غیر معمولی احترام اور جذبہ اطاعت تھا۔ سرکاری ملازمت کے دوران مختلف شہروں میں تعیناتی کے دوران ہر مقام پر خدمت دین میں کما حقہ، حصہ لیتے فیروز پور چھاؤنی میں قائد خدام الاحمدیہ رہے، کوہاٹ میں قیام کے دوران صدر جماعت رہے۔ میرے مرحوم بھائی خاموش طبیعت تھے تاہم ان میں مزاح کا عنصر بھی تھا لطیفہ سنا کر کھل کھلا کر ہنسنے کی بجائے ان کے ہونٹوں پر ایک معصوم سی مسکراہٹ رہا کرتی تھی۔ مہمان نوازی کا ایک خاص وصف تھا حسن اتفاق سے ان کی بیگم بھی بڑی مہمان نواز تھی۔ افسوس ان کی بیگم عزیزہ بشریٰ بیگم صاحبہ اپنے شوہر کی وفات سے قریباً دو سال پہلے وفات پا گئیں۔

ان کی اولاد کوئی نہیں تھی تاہم دونوں میاں بیوی نے میرے بچوں میں سے دو بچوں کو کم عمری میں اپنے پاس رکھا اور بہت اچھی تربیت کی اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں دونوں کو درجات کی بلندی سے نوازے۔ میرے بھائی کو مطالعہ کا بے حد شوق تھا ربوہ میں رہائش کے دوران گرمی سردی میں بڑے اہتمام سے قریباً روزانہ خلافت لائبریری جاتے اور اخبار کے علاوہ دیگر لٹریچر بھی دیکھتے۔ الفضل کا مطالعہ خصوصاً بڑے اہتمام سے کرتے، کبھی بیمار ہوتے تو کسی تکلیف کا اظہار نہیں کیا کرتے تھے بدستور چلتے پھرتے رہتے تھے۔ ایک دن بخار کی حالت میں سب نے کہا کہ بھئی لیٹ جاؤ آرام کرو تو لیٹنے سے گریز کیا جب سب نے لیٹنے پر اصرار کیا تو کہنے لگے کہ میں اس لئے نہیں لیٹ رہا کہ پھر آپ لوگ مجھے اٹھنے نہیں دیں گے۔ بچوں کی تربیت کے خیال سے اکثر بچوں سے گھل مل کر کھیلتے۔ والدین کی خدمت کا بھی میرے مرحوم بھائی نے خاص خیال رکھا ہم دونوں بھائی دوران ملازمت اپنی تنخواہ کا معقول حصہ والدین کی خدمت میں پیش کر دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہماری یہ حقیر خدمتیں قبول فرمائے اور جملہ مرحومین کو بلندی درجات سے نوازے۔ آمین

G.H.P کی معیاری زوداثر سیل بند پوٹینسی
پیکنگ وپوٹینسی 25ML پلاسٹک شوا بے 10ML گلاس شوا بے
Rs 25/= Rs 20/= 30/200/1000
خوبصورت بریف کیس بمعہ 240,120,60 سیل بند ادویات
کے علاوہ جرمن شوابے سیل بند پوٹینسی رعایتی قیمت پر خریدیں۔

لمبے، گھنے سیاہ اور ریشمی بالوں کا راز
سپیشل ہومیو ہیئر ٹانک
یہ تیل دماغ کی طاقت، بالوں کی مضبوطی اور نشوونما کیلئے ایک لاثانی ٹانک ہے۔
رعایتی قیمت پیکنگ 120ML =/200 روپے

چھوٹے قد کا سپیشل علاج
تین مختلف مرکبات پر مشتمل قد کو بڑھانے کیلئے لڑکوں اور لڑکیوں کی الگ الگ زود اثر دوا ہے۔
دو ماہ کا علاج رعایتی قیمت =/300 روپے

عزیز ہومیو پیتھک کلینک اینڈ سٹور
رحمان کالونی ربوہ۔ فیکس نمبر 047-6212217
فون: 047-6211399, 0333-9797797
ریاض مارکیٹ نزد ریلوے پھاٹک اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: 047-6212399, 0333-9797798

عشرہ تعلیم القرآن کی رپورٹس بھجوائیں

نظارت تعلیم القرآن کے تحت مورخہ 20 تا 29/اگست 2010ء عشرہ تعلیم القرآن منانے کی درخواست کی گئی تھی۔ امید ہے تمام جماعتیں عشرہ تعلیم القرآن منا چکی ہوں گی۔ گزارش ہے کہ ''عشرہ تعلیم القرآن'' کی رپورٹ ماہانہ رپورٹ ماہ اگست 2010ء میں رپورٹ ہفتہ قرآن کے کالمز میں درج کر کے اس کے ہمراہ ضرور ارسال کریں۔ رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں رمضان اور قرآن کی برکتوں سے پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے احباب جماعت کو ناظرہ قرآن کریم کا کم از کم ایک دور مکمل کرنے کی طرف ضرور توجہ دلائیں۔ نیز احباب کو ترجمۃ القرآن پڑھنے کی بھی تلقین کریں۔ ناظرہ قرآن اور ترجمہ قرآن کا مکمل دور کرنے والوں کی رپورٹ بھی ارسال کریں۔ امید ہے آپ خدمت قرآن جیسے اہم شعبہ میں مسابقت کی روح کا مظاہرہ فرمائیں گے۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن ووقف عارضی)

یوم تحریک جدید

امراء و صدر صاحبان جماعت احمدیہ کی خدمت میں گزارش ہے کہ سال رواں کا دوسرا ''یوم تحریک جدید'' یکم اکتوبر 2010ء بروز جمعۃ المبارک منانے کا اہتمام فرمائیں جس میں مطالبات تحریک جدید پر خصوصی توجہ دلائی جائے اور اس کی رپورٹ سے وکالت دیوان کو مطلع فرمائیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

درخواست دعا

مکرمہ صالحہ اختر صاحبہ دارالرحمت شرقی بشیر ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

خاکسار کی بیٹی مکرمہ ثریا حنا صاحبہ واقفہ زندگی ٹیچر مریم ہائی سکول دارالنصر ربوہ کے کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ فضل عمر ہسپتال میں آپریشن کامیابی سے ہو گیا ہے۔ مزید 3 ہفتے تک علاج جاری رہے گا۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عاجلہ دے اور ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھے۔ آمین

مکرم رانا مقبول احمد صاحب دارالنصر شرقی نور ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرا بیٹا عزیزم رانا رضوان احمد بعمر 24 سال جسمانی طور پر معذور ہے اور چل پھر اور بول نہیں سکتا آجکل پیچش اور معدہ میں انفیکشن کی وجہ سے بیمار ہے۔ تین دن I.C.U فضل عمر ہسپتال میں بھی داخل رہا ہے۔ احباب جماعت اس کی صحت وتندرستی سے بھرپور زندگی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
احمدی بھائیوں کا اپنا پٹرول پمپ
اٹک پٹرولیم
جنریٹر کی سہولت | نئی انتظامیہ کے ساتھ
احمد نگر نزد ربوہ۔ سرگودھا فیصل آباد روڈ رابطہ: 0321-7715564,0300-8403289

بلال فری ہومیو پیتھک ڈسپنسری
زیر سرپرستی: محمد اشرف بلال
اوقات کار: موسم گرما: صبح 9 بجے تا 5 بجے شام
وقفہ: 1 بجے تا 2 بجے دوپہر
ناغہ بروز اتوار
86۔ علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور
ڈسپنسری کے متعلق تجاویز اور شکایات درج ذیل ای میل ایڈریس پر بھیجیے
E-mail:citipolypack@hotmail.com

Visit Visa
بیرونی ممالک Canada, USA
Australia, UK & Europe
جانے کیلئے راہنمائی حاصل کریں
Education Concern®
Mr. Farrkh Luqman
67-C Faisal Town, Lahore, Pakistan
042-35164619/ 0302-8411770.

ایک جانے پہچانے ادارے کا نام جو 1980ء سے آپ کی خدمت کر رہا ہے۔
نیشنل الیکٹرونکس
آپ نے A/C سپلٹ لینا ہو، ریفریجریٹر لینا ہو، کلر T.V لینا ہو، DVD، VCD لینی ہو، واشنگ مشین کوکنگ رینج، گیزر لینے ہوں تو ایک ہی نام جس کو آپ یاد رکھیں نیشنل الیکٹرونکس
1۔ لنک میکلوڈ روڈ پٹیالہ گراؤنڈ جودھامل بلڈنگ لاہور
042-7223228 7357309 0301-4020572
طالب دعا: منصور احمد شیخ

خوشخبری
مکمل ڈش مع ریسیور -/4000 روپے میں لگوائیں
فریج، سپلٹ اے سی، ڈیپ فریزر، واشنگ مشین، مائیکروویو اوون، کوکنگ رینج، ٹیلیویژن، ایئر کولر اور دیگر الیکٹرونکس اشیاء بازار سے بارعایت خرید فرمائیں۔
سپلٹ A/C کی مکمل وارنٹی دستیاب ہے نیز یو پی ایس UPS اور جنریٹر بھی دستیاب ہیں
FAKHAR ELECTRONICS
فخر الیکٹرونکس
PH:042-7223347,7239347,7354873
Mob:0300-4292348,0300-9403614
1۔ لنک میکلوڈ روڈ جودھامل بلڈنگ پٹیالہ گراؤنڈ لاہور

منفرد پیشکش
احمدی احباب کیلئے خاص رعایت
+92-42-5118381
8462244
0333-4216664
طالب دعا: منور احمد جاوید

منور اینڈ سنز
بھاری گیج کے گیزر
نیز UPS اور جنریٹر بھی دستیاب ہیں
فائر پلیس: ایل جی، ڈاؤلینس، ویوز، ہائیر، پیل، سونی، سام سنگ، سپر نیشنل، اورینٹ، مٹسوبشی، سپر ایشیا
ہیڈ آفس: 9-CI-BII کالج روڈ ٹاؤن شپ نزد لجپہ چوک لاہور پاکستان

پاکستان الیکٹرونکس
A/C سروس کی سہولت موجود ہے
سپلٹ اے سی، اب تمام کمپنیوں کے سپلٹ A/C کمپنی ریٹ پر حاصل کریں۔
فریج فریزر، واشنگ مشین، کلر T.V، پلازمہ T.V، LCd، مائیکروویو اوون
گیزر، الیکٹرک واٹر کولر، نہایت ہی کم قیمت پر حاصل کریں۔
جنریٹر 1-KVA سے 5 KVA
جنریٹر اور اس سے بڑے تمام سائز جنریٹر پٹرول ڈیزل اور گیس میں دستیاب ہے
طالب دعا: مقصود احمد ساجد (سابقہ برانچ منیجر PEL)
042-5124127,042-5118557 Mob:0321-4550127
26/2/c1 نزد غوثیہ چوک کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور

ربوہ میں سحر و افطار 31۔ اگست

انتہائے سحر	4:18
طلوع آفتاب	5:40
زوال آفتاب	12:09
وقت افطار	6:37

حبوب مفید اٹھرا
چھوٹی ڈبی -/100 روپے بڑی -/400 روپے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434 -6211434

البشیرز اب اور بھی سٹائلش ڈیزائننگ کے ساتھ
پیچ
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
پروپرائٹرز: ایم بشیر الحق اینڈ سنز، ربوہ 0300-4146148
فون شوروم چوک 047-6214510- 049-4423173

Mob: 0300-9491442
Mob:0300-4742974
TEL:042-6684032
دلہن جیولرز
طالب دعا: قدیر احمد، حفیظ احمد
Gold Palace Plaza, Shop # 1, Defence Chowk, Main Boulevard Defence Society, Lahore Cantt.

MBBS / BDS & Engg. in China.
Southeast University
Affiliated with W.H.O, Govt. Of China & Pakistan Engineering Council (PEC).
- North China Electric & Power University
- Dalian Medical University
- Shangdong University of Science & Technology
- South China University of Technology
- Nanjing University of Aeronautics & Astronautics
- Zhejiang University of Science & Technology
- Huazhong University of Science & Technology

Meet the official representative of the university & get your admission for October 10.
- A-Level & FSc. Students who are waiting for their results are encouraged to apply to reserve the seats
- English Medium
- No Bank Statement, No IELTS or TOEFL
- Pay fee upon arrival to the University in installments
- Excellent environment for female Students

Education Concern
67-C, Faisal Town, Lahore
0302-8411770 / 042-35162310
www.educationconcern.com

FD-10